رجسٹرڈ نمبر ل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر - محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰ - ۳ روپے
ممالک غیر
۵۰ - ۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۹ | ۷ صلح ۱۳۳۹ ہش | ۷ رجب ۱۳۷۹ھ | ۷ جنوری ۱۹۶۰ء | نمبر ۱

اخبار احمدیہ

ربوہ ۴ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

حضرت اقدس کی طبیعت تا حال علیل ہے البتہ پہلے سے افاقہ ہو رہا ہے۔
اور حضور ملاقاتوں کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں۔

احباب جماعت اپنے محبوب آقا کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۵ جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع ہر دو صاحبزادیوں کے خیر و عافیت سے ہیں۔ البتہ آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ کو چند روز سے پھوڑے کی تکلیف رہی ہے۔ اب نسبتاً آرام ہے۔ احباب سیدہ موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

انسان کے بنیادی حقوق

(از مکرم مولوی محمد سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی کی تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۹ء)

(۱)

تمام حقوق انسانی دو چیزوں پر مبنی ہیں
۱۔ ذاتی آزادی
۲۔ مساوات بین الافراد۔

ذاتی آزادی کی اقسام
۱۔ حریت ذات
۲۔ حریت مسکن
۳۔ حریت ملک
۴۔ حریت اعتقاد
۵۔ حریت رائے
۶۔ حریت تعلیم

حریت ذاتی

تمام ماہرین علم الاقوام جن میں آزاد محقق اور اشتراکی علماء دونوں شامل ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ غلامی کی ابتداء معاشرتی اقتصادی اور اخلاقی ضرورت کے پیش نظر ہوئی ہے۔ ہوب ہاؤس (HOB HOUSE) اپنی کتاب ارتقاء اخلاق میں لکھتے ہیں:۔

غلامی کی قدامت بہرحال جماعت کے خارجی تعلقات اور رشتے خواہ کچھ ہی ہوں، غلامی ہرگز وجود میں نہ آتی۔ اگر اقتصادی اور اخلاقی تقاضے نظر سے کسی قبیلہ کی معاشرتی ضروریات اس رواج کے ساتھ وابستہ نہ ہوتیں۔

(الرتقانی الاسلام صفحہ ۲۱)
(انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن)

اینگلز نے اپنی تصنیف "خاندان ذاتی ملکیت اور ریاست" میں معاشرت انسانی کی تدریجی ترقی کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ اس کے مطالعہ سے بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ انسانی سوسائٹی میں جب ذاتی ملکیت اور ریاست کی ہوس پیدا ہوتی۔ غلاموں کا طبقہ عالم وجود میں آنے لگا۔ حکمران اور متمدن اقوام کی معاشرتی و اقتصادی ترقی کی بنیاد غلاموں پر ڈالی گئی۔ عہد قدیم اور قرون متوسط کی تاریخ میں جہاں ہم کو زراعت۔ تجارت اور جہاز رانی کا ذکر ملتا ہے وہاں غلاموں کا ایک طبقہ مزدور نظر آتا ہے "زرعی غلام" تو تاریخ کی مشہور اصطلاح ہے۔ اس کے علاوہ تجارت، جہاز رانی اور دوسرے کام بھی غلاموں ہی سے لئے جاتے تھے۔ وہ کتاب مذکور میں جس میں ریاست کا آغاز کے حالات ایک جگہ لکھتے ہیں۔

زرعی غلام قدیم زمانہ میں ہر جگہ پیداوار کی سب سے اہم اور وسیع شاخ زراعت تھی۔ اس کی اہمیت اب پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی۔ اٹلی میں بڑی بڑی جاگیروں کو (جو ری پبلک کے خاتمہ کے زمانہ سے تقریباً سارے ملک میں پھیلی ہوئی تھیں) دو طرح سے استعمال کیا جاتا تھا۔ ایک تو چراگاہ کے طور پر جس پر آدمی کو ہٹا کر بھیڑیں اور بیل پالے جانے لگے تھے۔ جنکی دیکھ بھال کے لئے بہت تھوڑے سے غلاموں کی ضرورت تھی اور یا ایسی جاگیروں کے طور پر جن پر بہت سے غلاموں کی مدد سے بڑے پیمانہ پر باغبانی کی جاتی تھی۔ ان کی پیداوار کچھ تو مالکوں کے عیش و آرام کی ضرورت پورا کرنے کے کام آتی تھی۔ اور کچھ شہروں کے بازاروں میں فروخت کی جاتی تھی۔ صفحہ ۳۰۲

اسی طرح اینگلز "بربریت اور تمدن" کے ذکر میں ایشیائی اقوام کی معاشی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جنگی غلام جب مویشی پالنے کھیتی اور گھریلو دستکاری غرضکہ سبھی شاخوں میں پیداوار بڑھی تو انسان کی استعداد محنت کو قائم رکھنے کے لئے جتنا پیدا کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ اس سے زیادہ پیدا کرنے لگی۔ ساتھ ہی گھریلو یا مویشی کے یا الگ الگ خاندان کے ہر ممبر کو روزانہ جتنا کام کرنا پڑتا تھا۔ اس میں بھی اضافہ ہو گیا۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ کہیں سے اور استعداد محنت حاصل کی جائے۔ وہ جنگ سے حاصل ہوئی۔ جنگ میں جو لوگ پکڑے جاتے تھے اب ان کو غلام بنایا جانے لگا۔ اس زمانہ کے عام تاریخی حالات میں پہلی بڑی سماجی تقسیم "محنت" جو ہوئی وہ محنت کی زرخیزی کو بڑھا کر یعنی دولت میں اضافہ کر کے اور پیداوار کے دائرہ کو بڑھا کر لازمی طور پر اپنے پیچھے پیچھے غلامی کو لے آئی۔ محنت کی پہلی بڑی سماجی تقسیم سے سماج کی پہلی بڑی تقسیم پیدا ہوئی۔ وہ دو طبقوں میں بٹ گیا۔ ایک طرف مالک تھے اور دوسری طرف "غلام"۔ ایک طرف استعمال کرنے والے اور دوسری طرف وہ جن کا استعمال کیا جاتا تھا۔ صفحہ ۲۲۵۔

اینگلز نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ ہمیشہ قوموں کی اقتصادیات کا غلاموں کی محنت کے ساتھ تعلق رہا ہے ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

غلامی کی تین قسمیں غلامی استحصال کی پہلی شکل تھی جو قدیم زمانہ کی خصوصیت تھی۔ اس کے بعد زمانہ وسطیٰ یعنی پانچویں صدی عیسوی سے سولہویں صدی عیسوی تک میں زرعی غلامی اور موجودہ زمانہ میں اجرتی محنت آئی۔ غلامی کی یہ تین بڑی شکلیں جو تمدن کے تین بڑے ادوار کی خصوصیتیں رہی ہیں۔ غلامی ہر عہد میں رہی ہے پہلے علانیہ اور پھر بعد میں پوشیدہ طور پر۔ صفحہ ۲۵۶

اینگلز اشتراکیوں کے نزدیک ایک محقق تسلیم کئے گئے ہیں۔ انہوں نے اشتراکیت کی تائید کے لئے "انسانی خاندان ذاتی ملکیت اور ریاست" اپنے مخصوص زاویہ نگاہ سے دیکھا ہے اور دکھانے کی کوشش کی ہے انہیں انسان کی معاشرت میں ہر جگہ غلاموں کا ایک طبقہ نظر آیا۔ جس سے حکمران اور متمدن اقوام کی اقتصادی منفعت وابستہ تھی۔ چنانچہ اس تاریخی جستجو کے بعد انسانی سماج کی جو تقسیم کی گئی ہے وہ یہ ہے۔

۱۔ قدیم اشتمالی سماج
۲۔ غلام سماج
۳۔ جاگیرداری سماج
۴۔ سرمایہ دارانہ سماج
۵۔ اشتراکی سماج

غلاموں کی تعداد یعنی قدیم اشتمالی سماج کے بعد ہی انسانی تاریخ میں غلاموں کا ایک سماج پیدا ہو گیا۔ بعض اوقات تو آزاد شہریوں کے پاس غلاموں کی اتنی بڑی تعداد ہوتی تھی جیسے جانوروں کے ریوڑ ہوں۔ وہ سب مالک کے لئے کھیتی تجارت۔ گھریلو کام کاج اور جہاز رانی وغیرہ کے کام کرتے تھے۔ یونان کے دو شہروں "کورنتھ" اور "ایجینہ" میں غلاموں کی تعداد آزاد شہریوں کے مقابلہ میں دس گنی زیادہ تھی صفحہ ۲۳۹ بعض شہروں جیسے روم میں غلاموں کی اس کثریت پر قابو رکھنے کے لئے پولیس کو ہمیشہ کمربستہ رہنا پڑتا تھا۔ (باقی صفحہ ۷ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے امرت آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۷ رجنوری ۱۹۶۰ء

سالِ نو کا آغاز

۱۹۵۹ء ختم ہوا۔ اب ۱۹۶۰ء کا آغاز ہے۔ بلا شبہ دنوں ہفتوں اور مہینوں پر مشتمل یہ سال بھی کچھ مدت بعد بیت جائے گا۔ اور اگلا سال اس کی جگہ لے لے گا۔ دراصل انسانی زندگی بھی اسی قسم کے چند سالوں کا مجموعہ ہے اور ہر شخص اپنی زندگی کے مقررہ دن پورے کر کے بیتے ہوئے سالوں کی طرح خود بھی ہمیشہ کے لئے اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے۔ مگر خوش قسمت ہے وہ شخص جو اپنی چند روزہ حیات مستعار میں نہ مٹنے والی کچھ یادگاریں چھوڑ جاتا ہے اور آئندہ زندگی میں کام آنے والا زادِ راہ اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ جو وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ اس پر کفِ افسوس ملنا بے سود ہے۔ ہاں مستقبل اس کے سامنے ہے اور حال اُس کے قبضہ میں۔ کیا ہی بہتر ہو کہ ان دونوں کی طرف زیادہ توجہ دے۔ اور ان سے پورا پورا فائدہ اُٹھانے کی سعی کرے!!

۱۹۶۰ء کا آغاز جمعہ کے دن سے ہوا۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے جمعہ بھی عید کا دن مانا گیا ہے۔ مگر ایک سچے مسلمان اور مخلص احمدی کی حقیقی عید کا دن تو وہی کہلا سکتا ہے۔ جبکہ امن و آشتی کی اسلامی تعلیم سے ساری دنیا ہی نہ صرف واقف و آگاہ ہو جائے بلکہ اس شجرۂ طیبہ کے ٹھنڈے سایہ تلے جلد سے جلد آ جائے اور اس کے شیریں پھلوں سے ابدی زندگی کے سامان کرے۔ خدا کرے کہ جس طرح جمعہ کے مبارک دن سے اس سال کا آغاز ہوا۔ یہ سال اسلام و احمدیت کے لئے فی الواقع عید کے سامان لائے۔ آمین۔

الٰہی نوشتوں اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشخبریوں کے مطابق اسلام کے عالمگیر غلبہ اور برتری کے دن تو ضرور آنے والے ہیں۔ مگر خوش قسمت ہے وہ انسان جو اس یوم موعود کو قریب تر لانے میں اپنی حقیر مساعی اور جملہ امکانی کوششوں کو لگا دیتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہم لوگوں کو حضرت امام الزمان علیہ التحیۃ والسلام کی شناخت کی توفیق بخشی۔ اور پھر اس اولوالعزم خلیفہ کی قیادت عطا فرمائی۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ساری دنیا میں بلند کرنے کے لئے شب و روز مصروف ہے ــــ اس مقصد میں بموجب حدیث نبوی اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ تمام افراد جماعت کا فرض قرار پاتا ہے کہ حضرت امام ہمام کے زیر سایہ اس مہم کو کامیابی کے آخری نقطہ تک پہنچا دیں!!

جہاں تک سالِ نو کے لئے کسی خاص لائحہ عمل کا تعلق ہے۔ قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو روح پرور پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے امسال ارسال فرمایا۔ اس میں نہایت جامع طور پر مختصر الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ احباب تک حضور کا یہ پیغام بذریعہ اخبار بدر پہنچ چکا ہے حضور انور نے اس میں جماعت کو توکل علی اللہ کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے کثرت سے صدقہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور صدقہ کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ

> "صدقہ کا لفظ بھی بتاتا ہے کہ
> تعلق باللہ سچا ہے۔ پس
> تعلق باللہ کو سچا ثابت کرنے
> کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ جو
> کام آپ نہیں کر سکتے وہ خدا
> کر دے۔"

اس کے ساتھ ہی اسی پرچہ میں وقف جدید سے متعلق حضور انور کا ایک تازہ پیغام بھی شائع ہو رہا ہے۔ جس سے ایک طرف جماعت کے نہایت امید افزا اور تابناک مستقبل کی خبر ملتی ہے۔ تو دوسری طرف خدمت و اشاعت دین کیلئے ہر قسم کی نیک تحریکات میں حصہ لینے کا پروگرام بھی جو جلسہ سالانہ والے پیغام میں "صدقہ" ہی کی گویا ایک صورت ہے۔

پس آؤ ہم سب مل کر پہلے خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اس اولوالعزم خلیفہ کی صحت و عمر میں برکت دے اور آپ کے نیک مقاصد میں آپ کو کامیاب و کامران فرمائے۔ اور ہم لوگوں کو اُن تمام معروف باتوں پر عمل پیرا ہونے اور دوسروں کے لئے بہترین نمونہ پیش کرنے کی توفیق دے۔ اور پھر حضور انور کے بیان فرمودہ لائحہ عمل پر اپنے دائرہ میں عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ اور ہماری زندگیوں میں جب یہ سال بھی اپنے اختتام کو پہنچے تو ہم بھی کسی حد تک کہہ سکیں کہ اے ہمارے سچے بادشاہ ہم تیرے عاجز اور ناتواں بندے ہیں جو کچھ ہو سکا ہم نے تیرے دین کی اشاعت کیلئے سعی کی اب تو ہی ان حقیر کوششوں میں برکت ڈال کہ تیرے ہاتھ میں سب برکتیں ہیں!! اور تو ہی سب طاقتوں کا مالک ہے!!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ــــــ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّــــــاصِرُ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وقفِ جدید کے نئے سال کے آغاز پر

احبابِ جماعت کے نام پیغام

برادرانِ جماعت! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

خدا تعالیٰ کے فضل سے وقفِ جدید کا تیسرا سال شروع ہو رہا ہے۔ پہلے بھی میں آپ لوگوں کو برابر تحریک کرتا رہا ہوں کہ وقفِ جدید کو مضبوط بنانا ضروری ہے۔ لیکن اب تو کام کی وسعت کی وجہ سے اس کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالوں میں ترقی دی ہے وہاں آپ کو سلسلہ کی ترقی کے لئے بھی دل کھول کر چندہ دینا چاہیئے تا اللہ تعالیٰ سارے پاکستان اور سارے ہندوستان میں اسلام اور احمدیت کو پھیلا دے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے کہ آپ وقت کی آواز کو سنیں اور کانوں میں روئی نہ ڈالے رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

خدا کرے کہ آپ آسمان کی آواز کو سنیں اور زمین کی آواز کو بھی سنیں تا کہ آپ کو سرفرازی حاصل ہو۔ یاد رکھو جو شخص وقت پر خدا کی آواز کو نہیں سنتا وہ بدبخت ہوتا ہے وہ دن آ گئے ہیں کہ جب ساری دنیا احمدیت کے ذریعہ اسلام میں داخل ہو گی۔ اگر اس میں آپ کا حصہ نہیں ہو گا تو کتنی بدبختی ہو گی!

تبلیغ کرنا ہر احمدی کا فرض ہے نہ معلوم آپ اس میں کتنا حصہ لیتے ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں تبلیغ کا بڑا ذریعہ اشاعتِ دین کے لئے چندہ دینا ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ وقفِ جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کو ظلم کرتا دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روک دے لیکن اگر وہ یہ طاقت نہیں رکھتا تو ظلم کو دل سے بُرا سمجھے۔ اس لئے کم از کم آپ کے دل میں تو یہ خواہش پیدا ہونی چاہیئے کہ آپ اسلام کے لئے قربانی کریں۔ جب آپ دل میں خواہش کریں گے تو آپ کو خدا کے فضل سے عمل کی توفیق بھی مل جائے گی۔

مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سچا ایمان بخشے۔ اور آپ کو بڑھ چڑھ کر قربانیوں کی توفیق عطا کرے۔ تا ہم میں سے بوڑھے سے بوڑھا شخص بھی اسلام اور احمدیت کی ترقی کو دیکھ سکے۔ اَللّٰھُمَّ آمین۔ اَللّٰھُمَّ آمین اَللّٰھُمَّ آمین۔

(الفضل مورخہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۵۹ء)

خطبہ جمعہ

مومن کی قربانیاں محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ہونی چاہئیں اور ساری مخلوقات کی ہمدردی اسکے پیش نظر ہونی چاہیئے

صلوٰۃ کا وہ بلند مقام حاصل کرنے کی کوشش کرو جس کا اسلام ہر مسلمان سے تقاضا کرتا ہے

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین کی نہایت لطیف اور پُر معارف تفسیر

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۵ اگست ۱۹۴۹ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
میں نے

پچھلے خطبہ میں

قرآن کریم کی ایک آیت قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین کے متعلق بتایا تھا کہ قربانیاں تو ہمیشہ انبیاء کی جماعتوں کو کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت سے جن قربانیوں کا مطالبہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وہ دوسرے انبیاء اور ان کی اُمتوں کی قربانیوں سے زیادہ سخت ہیں اول تو عرصہ قربانی قیامت تک کے لئے ہے۔ یعنی قیامت تک نہ ختم ہونے والا زمانہ آپ کا زمانہ ہے۔ اور اس سارے عرصہ میں آپ کو آپ کی اُمت کو قربانیاں کرنا ہونگی۔ دوسرے ان قربانیوں کی نوعیت بھی بدل دی گئی ہے۔ آج اس سلسلہ میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس آیت میں

چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے

اور ان چاروں کے متعلق یہ قید لگا دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اور پھر اس اللہ کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے گویا اپنی ذات میں ان چاروں چیزوں میں سے ہر چیز کے ساتھ دو قیود لگ گئیں پہلی قید تو قربانیوں کے ساتھ یہ لگائی گئی ہے کہ وہ کسی دکھاوے یا جلب منفعت کے لئے نہیں۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی خاطر ہیں اور دوسری قید یہ لگائی گئی ہے کہ میری قربانیاں اس اللہ تعالیٰ کی خاطر ہیں جس کی

صفت ربوبیت

کو سامنے رکھ کر میں یہ قربانیاں کر رہا ہوں اگر یہاں صرف اللہ کہا جاتا تب بھی درست تھا لیکن رب العلمین ساتھ لگا کر یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح وہ ذات جس کے لئے میں عبادت کر رہا ہوں رب العلمین ہے۔ اسی طرح اس کے واسطہ سے میری یہ قربانیاں بھی ساری مخلوق پر پھیلی ہوئی ہیں۔ صفت کو اسم کے ساتھ تبھی لگاتے ہیں۔ جب خصوصیت سے اس طرف توجہ دلانا مقصود ہو۔ مثلاً اگر ہم کہیں کہ زید جو بڑا عالم ہے۔ وہ ایسا کہتا ہے تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ زید معتبر تو ہے۔ لیکن میری اس بات کا اس کے علم کے ساتھ تعلق ہے اور وہ علاوہ باعتبار ہونے کے عالم بھی ہے۔ گویا زید کے عالم ہونے کی صفت کو بیان کر کے خصوصیت سے اس کے علم کی طرف توجہ دلانا مقصود ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ زید باعتبار اور ثقہ ہو لیکن اس کی علمی واقفیت زیادہ نہ ہو۔ مگر جب یہ دونوں صفات کسی شخص میں اکٹھی ہو جائیں۔ تو پھر سونے پر سہاگہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ کے ساتھ

رب العلمین کی صفت

لگا دینے سے ایک تیسرے معنے نکل آئے یہ فقرہ کہ میری قربانیاں اللہ تعالیٰ کی خاطر ہیں" خود اپنی ذات میں معنے رکھتا ہے لیکن رب العلمین کی صفت بیان کر کے یہ بتایا کہ اس وقت خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت میرے مدنظر ہے اور جس طرح وہ سب جہانوں کا رب ہے اسی طرح میری قربانیاں بھی سارے جہانوں پر اور سب مخلوقات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ گویا اس آیت کے معنے یہ ہوں گے کہ میری قربانیاں خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہیں اور اس کا سچا اور کامل پرستار ہونے کی وجہ سے جس طرح وہ سب جہانوں کا رب ہے۔ اسی طرح میں بھی سب مخلوقات اور سب جہانوں کا ہو گیا ہوں اور میری قربانیاں ساری دنیا کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔

آج میں ان چاروں چیزوں میں سے صرف

صلوٰۃ کے متعلق

کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس آیت قرآنیہ میں صلوٰۃ کو رب العلمین کے ساتھ متعلق کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ بعض عبادتیں ایسی ہوتی ہیں جو ماسوی اللہ کے لئے ہوتی ہیں جیسے بعض لوگ سورج کی یا ستاروں کی یا پہاڑوں کی یا دریاؤں کی عبادت کرتے ہیں۔ یا بعض دیوی دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین کہہ کر ان تمام عبادتوں کی نفی کر دی گئی ہے جو ماسوی اللہ کے لئے کی جاتی ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ میری عبادت معبودان باطلہ کے لئے نہیں۔ میری عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اسی سے تعلق رکھتی ہے۔ پھر بعض

عبادتیں ایسی ہوتی ہیں

جن میں ظاہری طور پر عبادت کرنے والا خدا تعالیٰ کو ہی سجدہ کر رہا ہوتا ہے۔ اور وہ کہتا بھی یہی ہے۔ کہ میں اُس کو سجدہ کر رہا ہوں۔ لیکن مقصد اس کا یہ ہوتا ہے۔ کہ میں بڑا سمجھا جاؤں۔ اُس کی نماز صرف دکھاوے کے لئے ہوتی ہے۔ قل ان صلاتی ..... للہ رب العلمین کہہ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بھی نفی کر دی اور فرمایا کہ میری عبادت اس لئے نہیں کہ میں بڑا سمجھا جاؤں یا قوم میں میرا رُعب بیٹھ جائے۔ یا میں بزرگ یا عالم کہلانے لگ جاؤں۔ بلکہ جب میں نماز پڑھتا ہوں۔ تو میں ماسوی اللہ کو بھول جاتا ہوں۔ میری نماز صرف خدا تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے اور جو آدمی ماسوی اللہ یا دکھاوے کے لئے نماز نہیں پڑھتا۔ لازمی بات ہے کہ اس کی نماز رسمی نہیں ہوگی۔ جو شخص روزانہ پانچ وقت کی

نماز ادا کرنے میں غفلت

سے کام لیتا ہے یا بالکل نہیں پڑھتا۔ صرف عیدین کی نمازیں پڑھنے کے لئے یا جمعۃ الوداع کے لئے چلا جاتا ہے اس کی نماز اللہ تعالیٰ کیلئے نہیں ہوتی اگر اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی تو وہ فجر ظہر عصر مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی روزانہ ادا کرتا کیونکہ یہ بھی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی ہوئی ہیں۔ پس جو شخص صرف عیدین میں یا جمعۃ الوداع میں چلا جاتا ہے اس کا اس سے زیادہ اور کوئی مقصد نہیں ہوتا کہ عیدین یا جمعۃ الوداع میں لوگ کثرت سے آتے ہیں وہ دیکھ لیں کہ میں بھی نماز پڑھتا ہوں اور وہ اس دن کی نماز پر قیاس کر لیں۔ کہ وہ اور دنوں میں بھی باقاعدہ نمازیں ادا کرتا ہے۔ اگر وہ نماز اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے عیدین یا جمعہ کی نمازیں مقرر کی ہیں۔ اسی طرح اس نے روزانہ پانچ نمازیں بھی مقرر کی ہوئی ہیں۔ وہ روزانہ یہ نمازیں بھی ادا کرتا۔ وہ صرف اس لئے سال میں عیدین یا جمعہ کی نمازیں ادا کرتا ہے۔ تاکہ قوم کو اس کے نمازی ہونے کا پتہ لگ جائے۔ اس لئے اس کی نماز لوگوں کی خاطر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی خاطر نہیں ہوتی۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین میں بتایا ہے کہ بعض لوگ

قوم کی خاطر نماز

پڑھتے ہیں۔ تاکہ وہ بڑے سمجھے جائیں لیکن میری نماز لوگوں کے دکھاوے کے لئے نہیں۔ اور نہ صرف دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ میرا دل تو یہ بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ دوسرے لوگ بھی ایسا کریں۔ یا عبادت میں غفلت سے کام لیں۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنی جگہ کسی اور کو امام مقرر کر دوں اور خود کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر ان کے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے رکھوں۔ اور ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو

عشاء اور فجر

کی نمازیں ادا کرنے کے لئے مسجد میں نہیں آتے۔ گویا یہ سوال تو الگ رہا کہ آپ کی نماز خدا تعالیٰ کے لئے تھی یا نہیں آپ نے فرمایا کہ میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ دوسرے لوگ نمازیں پڑھنا ترک کر دیں۔ پس ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین کہہ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی عبادت کے ساتھ ایک طرف تو یہ شرط لگا دی ہے کہ وہ غیر اللہ کے لئے نہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہا کہ

غیر اللہ کو سجدہ کرنا

تو بڑی بات ہے۔ میں خدا تعالیٰ کو بھی اس لئے سجدہ نہیں کرتا کہ لوگ دیکھیں کہ میں عبادت کر رہا ہوں کسی کے عیدین اور جمعہ کی نمازوں میں چلے جانے کے صرف یہی معنے نہیں ہوتے کہ دوسرے لوگ سمجھ لیں کہ وہ خدا تعالیٰ سے بالکل باغی نہیں بلکہ یہ ہوتے ہیں کہ وہ قوم کو احمق بنانے اور اس کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے تیار ہے۔ پھر ایک شخص ایسا ہوتا ہے جس کی عبادت ماسوی اللہ کے لئے نہیں

ہوتی۔ اور نہ دکھاوے کی خاطر ہوتی ہے وہ

خدا تعالیٰ کی خاطر

ہی عبادت کرتا ہے۔ لیکن وہ اس کے پاس اپنی ذاتی اغراض کے لئے جاتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے۔ کہ اگر میں نماز پڑھنا چھوڑ دوں تو خدا تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ یا ممکن ہے میری صحت خراب ہو جائے یا میں بیمار ہو جاؤں یا خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی اور عذاب آجائے۔ پس وہ ڈر اور خوف کی وجہ سے نماز پڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے لئے نہیں پڑھتا۔ اس کی نماز اللہ کے لئے کہلاتی تو ہے۔ مگر وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں کہلائے گی۔ ایسا آدمی صرف ادنیٰ درجہ کا مومن ہوگا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈر کر نماز پڑھتا ہے۔ اس کے سامنے

یہ سوال رہتا ہے

کہ اگر میں نماز نہ پڑھوں۔ تو میری دنیا اور عاقبت خراب ہو جائے گی۔ حالانکہ خوف کا تعلق بالواسطہ ہوتا ہے بلاواسطہ نہیں ہوتا۔ بلاواسطہ تعلق محبت کا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کے پاس اس لئے جاتا ہے کہ وہ کہیں ناراض نہ ہو جائے تو اس کی نظر صرف غضب کی طرف ہوتی ہے لیکن جب وہ خدا کی خاطر جاتا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ وہ ناراض ہوگا یا نہیں۔ تو اس کا درجہ بلند ہوگا۔ پھر اس کے آگے

ایک اور مقام ہوتا ہے

اور وہ یہ کہ نماز پڑھنے والے کا تعلق خدا تعالیٰ سے خوف کا نہ ہو۔ بلکہ اس کے انعامات حاصل کرنے کی غرض سے ہو۔ لیکن یہ عبادت بھی ناقص ہے۔ اس کے معنے یہ ہونگے کہ اگر اخروی زندگی نہ ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ انسان کو پیدا کرکے کہہ دیتا کہ تم میری عبادت کرو۔ تو انسان کہتا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ مگر اب چونکہ خدا تعالیٰ کہتا ہے اخروی زندگی ہے۔ اس لئے وہ اس کی عبادت کرتا ہے۔ تا اس کے انعامات کو حاصل کرے۔ یہ درجہ خوف کے درجہ سے بالا ہے۔ اور اس میں انسان خدا تعالیٰ کے حسن کے زیادہ قریب پہنچ جاتا ہے۔ مگر پھر بھی اس کی عبادت محض خدا تعالیٰ کی صفات سے کچھ حصہ لینے کے لئے ہوتی ہے۔ گویا اس کا

خدا تعالیٰ سے تعلق

تو ہوتا ہے۔ لیکن صرف اس کے افعال کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اور جس شخص کا صرف افعال کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ وہ پورا عاشق نہیں کہلاتا۔ قل ان صلاتی ..... للہ رب العالمین کہہ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی اس لئے عبادت نہیں کرتا کہ وہ محافظ ہو میری حفاظت کرے۔ وہ رازق ہے مجھے رزق دے وہ واسع ہے۔ مجھے وسعت عطا کرے یا غالب ہے مجھے غلبہ بخشے۔ میں تو صرف اللہ کے حصول کی خاطر نماز پڑھتا ہوں۔ وہ مجھے کچھ دے یا نہ دے۔ مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ انتہائی مقام ہے۔ وہ شخص جو صرف خوف یا انعام کی وجہ سے نماز پڑھتا ہے۔ جب اسے پتہ لگے کہ

اخروی زندگی محض ایک استعارہ

ہے۔ تو وہ نماز چھوڑ دے گا۔ لیکن جو محض للہ نماز پڑھتا ہے۔ جس کی عبادت محمدی عبادت جیسے رنگ ہوگی وہ کہے گا میں نے تو جہنم کے ڈر سے یا جنت کے لالچ سے نماز پڑھی ہی نہیں۔ میں اس کی عبادت کرتا چلا جاؤں گا۔ میرے سامنے یہ سوال ہی نہیں کہ وہ مجھے کہاں لے جاتا ہے مجھے تو وہ حسین نظر آتا ہے۔ اور جب میں اس کے سامنے جاتا ہوں۔ تو اس کا حسن باقی سب چیزوں کو نظر انداز کرا دیتا ہے دیکھو پھول اچھی چیز ہے۔ ایک شخص اس کے پاس جاتا ہے اور وہ اسے حسین نظر آتا ہے۔ اس کے ارد گرد کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے حسن کو دیکھ کر وہ اس پر ہاتھ ڈال دیتا ہے۔ اس کا ہاتھ زخمی ہو جاتا ہے۔ مگر پھول کی خاطر کانٹوں کو بھول جاتا ہے۔ اسی طرح للہ نماز پڑھنے والا باقی سب چیزوں کو بھول جاتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے تو لوگ آپ کو مارتے۔ آخر آپ کا مقصود کیا تھا۔ صرف یہ کہ آپ کی نماز بتوں کی خاطر نہیں تھی۔ رسم و رواج کی خاطر نہیں تھی۔ قوم کی خاطر نہیں تھی یعنی موہوم نفع کی خاطر نہیں تھی۔ اگر آپ کے سامنے کوئی موہوم نفع تھا۔ تو آپ کو آپ کی قوم نے یہ پیشکش بھی کی تھی۔ کہ آپ تبلیغ کرنا چھوڑ دیں۔ اگر آپ کو شادی کی ضرورت ہو تو قوم کی لڑکیاں حاضر ہیں۔ ان میں سے جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔ اس سے آپ شادی کر لیں۔ اگر آپ کو مال کی ضرورت ہو تو ہمارے مال حاضر ہیں۔ اگر حکومت کی خواہش ہو تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا اگر سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں بھی لا کر کھڑا کر دو تب بھی میں تبلیغ کے کام سے باز نہیں آ سکتا۔

احادیث میں آتا ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خانہ کعبہ کے باہر ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ران پر کہنی اور ہاتھ پر ٹھوڑی رکھی ہوئی تھی۔ اور اشاعت اسلام یا مشرکین مکہ کی مخالفت کے متعلق سوچ رہے تھے کہ اچانک ابوجہل جو کفار کا سردار تھا آیا۔ اس کے دل میں ایک ہیجان پیدا ہوا اور اس نے بے تحاشا آپ کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ وہ گالیاں دیتا رہا لیکن آپ خاموش بیٹھے رہے۔ اس پر اسے اور غصہ آیا کہ میں گالیاں بھی دے رہا ہوں۔ لیکن یہ جواب نہیں دیتا۔ اسی غصہ میں اس نے آپ کو مارنا شروع کر دیا مگر آپ نے اسے کچھ نہیں کہا۔ آپ خاموشی سے اُٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے جس جگہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اس کے قریب ہی حضرت حمزہؓ کا گھر تھا

حضرت حمزہؓ

ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے آپ کی لونڈی اس نظارہ کو دیکھ رہی تھی۔ پرانی لونڈیاں درحقیقت گھر کا ایک حصہ ہی سمجھی جاتی ہیں۔ وہ گھر کے بڑے افراد کو اپنے بزرگ ہم عمر افراد کو بھائی اور چھوٹوں کو بیٹوں کی طرح سمجھتی ہیں۔ اس نظارہ کو دیکھ کر اس لونڈی پر گہرا اثر ہوا۔ اور اُسے حیرت ہوئی کہ ابوجہل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیوں مار رہا ہے۔ اس کا مارنا اور گالیاں دینا اس کے لئے عجیب بات تھی۔ اس کے اندر ایک ہیجان سا پیدا ہو گیا۔ لیکن وہ کر ہی کیا سکتی تھی۔ وہ دل ہی دل میں کڑھتی رہی۔ حضرت حمزہؓ باہر شکار کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انہیں شکار کا بہت شوق تھا اور وہ روزانہ صبح شکار کے لئے چلے جاتے۔ اور شام کو واپس آجاتے۔ شام کو وہ تیر کمان لٹکائے شکار ہاتھ میں لئے اور شکاری لباس میں ملبوس اکڑتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ وہ لونڈی بھری بیٹھی تھی اس نے حضرت حمزہؓ کو جو دیکھا تو غصہ میں کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی تمہیں شرم نہیں آتی بڑے سپاہی بنے پھرتے ہو کمان ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے اور شکار کرکے فخر سے گھر میں داخل ہوئے ہو۔ تم کو پتہ نہیں کہ آج تمہارے بھتیجے کے ساتھ کیا ہوا۔

حضرت حمزہؓ نے پوچھا

کیا ہوا۔ لونڈی نے سارا واقعہ سنا دیا۔ اور واقعہ سنانے کے بعد جوش میں آکر کہنے لگی۔ خدا کی قسم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اسے کچھ بھی تو نہیں کہا۔ مگر ابوجہل اسے گالیاں دیتا چلا گیا۔ یہ ایک مختصری گفتگو تھی۔ لیکن وہی حمزہؓ جو سالہا سال سے آپ کی تبلیغ سے متاثر نہیں ہوئے تھے۔ اس چھوٹی سی بات سے اتنے متاثر ہو گئے کہ ان کے آگے سارا نقشہ پھر گیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق یا مکہ والوں کی مخالفت کے متعلق پتھر پر بیٹھے ہوئے تنہائی میں غور کر رہے ہیں۔ ابوجہل آیا ہے اور اس نے بغیر پوچھے آپ کو گالیاں دینی شروع کر دی ہیں۔ اور جب آپ نے جواب نہیں دیا تو اس نے مارنا شروع کر دیا اور پھر وہ سادہ سا فقرہ جو لونڈی نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جواب کے متعلق کہا ان کے سامنے آگیا کہ خدا کی قسم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اسے کچھ بھی تو نہیں کہا۔ حضرت حمزہؓ کی آنکھوں پر سے تکبر اور

غرور کا پردہ اُٹھ گیا

کفر کا پردہ چاک ہو گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں سُن کر جن پر اثر نہیں ہوا تھا دن کے ایک واقعہ سے جس کی خبر ان کی ایک ان پڑھ لونڈی نے انہیں دی تھی اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے

شکار وہیں پھینکا

اور وہی تیر کمان ہاتھ میں پکڑے ہوئے خانہ کعبہ میں آ گئے۔ وہاں دربار لگا ہوا تھا اور ابوجہل دوسرے سرداران مکہ میں بیٹھا شاید صبح کا واقعہ ہی سنا رہا تھا حضرت حمزہؓ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور رؤساء مکہ میں سے تھے اس لئے دوسرے رؤساء نے جو ابوجہل کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ کے لئے رستہ بنایا۔ اور کہا آؤ حمزہؓ تم بھی آؤ۔ اور یہاں بیٹھو۔ حضرت حمزہؓ نے اُن کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ

سیدھے ابوجہل کی طرف گئے

اور کمان جو ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی اسکے سر پر مار کر کہا۔ میں نے سُنا ہے تم نے آج ایسی شرارت کی ہے۔ تم بڑے بہادر بنے پھرتے ہو مگر تمہاری بہادری یہی ہے کہ تم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو مارتے ہو۔ اس لئے کہ وہ خاموش رہتا ہے۔ میں نے سارے مکہ کے سامنے تجھے مارا ہے اگر تم میں طاقت ہو تو

آؤ مجھ سے مقابلہ کر لو

اور اس کا بدلہ لو۔ حضرت حمزہؓ بے شک رؤساء مکہ میں سے تھے مگر ابوجہل تو اس

وقت کفار کا سردار تھا۔ اس لئے سارے سردار کھڑے ہو گئے اور حضرت حمزہؓ پر کود پڑے۔ مگر صبح والا واقعہ صرف حمزہؓ کو ہی متاثر نہیں کر سکا تھا وہ ابوجہل کے دل پر بھی کاری زخم لگا چکا تھا۔ وہ بھی خیال کرتا تھا کہ اس صبح والے فعل میں معقولیت نہیں پائی جاتی تھی۔ جب رؤسا حضرت حمزہؓ کو مارنے کے لئے اُٹھے تو ابوجہل نے کہا در اصل مجھ سے ہی صبح غلطی ہو گئی تھی۔ تو دیکھو

صلاتی للّٰہ

میں کتنی تاثیر پائی جاتی تھی۔ وہ نماز جس کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ بُتوں کے لئے نہیں تھی وہ نماز جسے کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ قوم کے لئے نہیں تھی۔ وہ جہنم سے ڈر کر بھی نہیں تھی اور نہ ہی جنت کے لالچ کی وجہ سے تھی۔ وہ نماز جس کا دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ عبادت کرنے والا

خدا تعالیٰ کے عشق میں کھڑا

ہے اور وہ مطالبہ کر رہا ہے۔ کہ تو مجھے مل جائے وہ پہاڑوں کو ہلا دیتی ہے وہ دریاؤں کو خشک کر دیتی ہے وہ دلوں پر ایک زلزلہ طاری کر دیتی ہے۔ ایسا زلزلہ جو کوئٹہ اور بہار کے زلزلوں سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے۔ یہ نماز اپنی ذات میں تبلیغ ہے۔ اس نماز میں اور اس نماز میں جو بتوں کے لئے ہو یا دکھاوے کی غرض سے ہو یا وہ جہنم کے خوف یا انعام کے لالچ کی وجہ سے پڑھی جائے۔

زمین و آسمان کا فرق ہے

بے شک وہ نماز جو بتوں کی خاطر نہیں پڑھی جاتی۔ وہ نماز جو دکھاوے کی خاطر نہیں پڑھی جاتی ہے وہ بھی نماز ہے۔ لیکن وہ للّٰہ نہیں۔ للّٰہ اور خالی نمازمیں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ غرض قل ان صلاتی .... للّٰہ رب العٰلمین میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میری نمازمیں اور دوسرے لوگوں کی نماز میں فرق ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو

اپنی قوم کے لئے نماز

پڑھتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نماز پڑھتے۔ تو خدا تعالیٰ کے لئے ہیں۔ لیکن دوزخ سے ڈر کے مارے پڑھتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو انعامات کے لالچ کی وجہ سے نماز پڑھتے ہیں۔ بے شک یہ مقامات بھی مومن کے ہیں لیکن یہ مومن اعلےٰ درجہ کا نہیں کہلا سکتا۔ میں صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر نماز پڑھتا ہوں۔ بے شک وہ مجھے دوزخ میں ڈال دے میں نماز پڑھتا چلا جاؤں گا۔ بے شک وہ یہ کہہ دے کہ جنت کوئی چیز نہیں میں نماز پڑھتا چلا جاؤں گا۔ میری نماز تو خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ بتوں کے لئے نہیں۔ قوم کی خاطر نہیں اور نہ شیطان کے لئے ہے یہ وہ قیدیں ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی نماز کے ساتھ لگائی ہیں۔ اور فرمایا

میری نماز ایسی ہے

اور دوسری طرف قرآن کریم میں آتا ہے قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ یعنی اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میرے نقش قدم پر چلو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مومن کی نماز بھی ایسی ہی ہوتی ہے اور وہی سچا مومن کہلا سکتا ہے

جس کی نماز محمدی نماز ہو

ہم نوح علیہ السلام کی شریعت کے تبع نہیں ہیں ہم موسےٰ علیہ السلام یا عیسےٰ علیہ السلام کے تبع نہیں ہیں۔ بے شک ہم انہیں بھی نبی سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمیں ان کی نماز سے غرض نہیں ہماری نماز وہی ہونی چاہیئے۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کیا تھی

اس کے متعلق آپؐ خود نہیں فرماتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل ان صلاتی و
نسکی و محیای و
مماتی للّٰہ رب
العٰلمین۔

تُو لوگوں سے کہہ دے کہ میری نماز صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے۔ جو رب العٰلمین ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ آپ کی نماز واقعہ میں اسی کے لئے ہے۔ پڑھنے والے کا پہلا ذکر نہیں کہ اس کی کیا نیت ہے۔ جس کی خاطر پڑھی جاتی ہے۔ وہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ اور کہتا ہے مجھے پتہ ہے کہ یہ نماز میرے لئے ہی ہے۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

اپنی عبادت کیساتھ

اتنی قیدیں لگا دی ہیں کہ اسے انتہائی درجہ تک پہنچا دیا ہے۔ کتنا کنٹرول کرنا پڑتا ہے اپنے نفس پر کہ کوئی ایسی بات دل میں نہ آئے جس سے ظاہر ہو کہ اسے قوم یا کسی اور شخص سے خوف ہے۔ یا دوزخ کا ڈر اور جنت کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز جہاں ماسوی اللہ کے لئے نہیں تھی۔ وہاں وہ جہنم کے خوف یا جنت کے انعامات حاصل کرنے کی غرض سے بھی نہیں تھی وہ صرف

وصال الٰہی کی خاطر تھی

اور وصال الٰہی کے یہ معنے ہیں۔ کہ انسان ایسے مقام پر پہونچ جائے کہ اس کے سامنے صرف اس کی ذات ہی ذات رہ جائے یہ وہ نماز ہے جس کا اسلام نے تقاضا کیا ہے دوسری کسی اُمت نے اس کا تقاضا نہیں کیا۔ صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ کیا ہے۔ کہ میری نماز اللہ تعالیٰ کے حصول کی خاطر ہے دیکھ لو یہ آیت لفظ "قل" سے شروع ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود کہتا ہے ہم تجھے حکم دیتے ہیں۔ کہ تو ایسا کہہ دے گویا اس نے آپ کے دعوےٰ کی تصدیق کر دی ہے

یہ وہ "صلوٰۃ" ہے

جس کا حقیقتاً اسلام ہر مسلمان سے تقاضا کرتا ہے۔ پچھلے درجے بھی مومن کے ہی ہیں۔ لیکن وہ محمدی مقام کے ہرگز نہیں کہلا سکتے۔ اگر جہنم کے خوف یا انعام کے لالچ سے نماز پڑھی جائے تو وہ مقبول ضرور ہو جائے گی اس کا پڑھنے والا مومن ہی کہلائیگا لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچ چکے تھے جہاں صرف خدا ہی خدا سامنے ہوتا ہے اور صرف اسی کی خاطر عبادت کی جاتی ہے۔

(الفضل ۱۲/۲۹ ۲۳)

جلسہ سالانہ ۱۹۵۹ء کے سلسلہ میں آنے والے بعض ضروری خطوط

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

حسب سابق اس سال بھی جماعت احمدیہ کے اڑسٹھویں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کیلئے بہت سے دوستوں کو دعوت نامے بھجوائے گئے تھے۔ ان میں سے کچھ دوستوں نے جلسہ میں شمولیت کر کے استفادہ کیا اور بعض اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے۔ انہوں نے جلسہ میں عدم شمولیت کیوجہ سے افسوس کا اظہار کیا اور جلسہ کی کامیابی کی خواہش کی۔ آمدہ جوابات میں سے چند کا ترجمہ پیش ہے۔

۱۔ جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر اعلےٰ پنجاب نے تحریر فرمایا کہ

"آپ کے یکم دسمبر ۱۹۵۹ء کے خط و دعوت نامہ شمولیت جلسہ کا مشکور ہوں۔ میں جلسہ پر ضرور حاضر ہوتا لیکن یہ دن پنجاب اسمبلی کے سیشن کے ہیں کہ جن میں میرا ہیڈ کوارٹر میں موجود رہنا ضروری ہے۔ اس لئے شمولیت جلسہ سے معذور ہوں"

۲۔ جناب پنڈت موہن لال صاحب وزیر صنعت دلوکل باڈیز نے جواب بھجوایا کہ

"جماعت احمدیہ کے اڑسٹھویں جلسہ سالانہ میں جو جماعت کے مرکز قادیان میں ۱۵-۱۶-۱۷ر دسمبر ۱۹۵۹ء کو ہو رہا ہے شمولیت کیلئے دعوت نامہ ملا۔ اس کا شکریہ۔ چونکہ یہ پنجاب ودہان سبھا کے اجلاس کے دن ہیں اسلئے شمولیت جلسہ سے معذرت خواہ ہوں"۔

۳۔ جناب سردار گیان سنگھ صاحب رڑیوالہ وزیر آبپاشی و برقیات پنجاب نے تحریر فرمایا کہ

"آپ کی طرف سے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا دعوت نامہ ملا جو ۱۵-۱۶-۱۷ر دسمبر ۱۹۵۹ء کو قادیان میں ہو رہا ہے۔ دعوت نامہ کا مشکور ہوں لیکن سابقہ طے شدہ مصروفیتوں کی وجہ سے حاضر ہونے سے قاصر ہوں"

۴۔ جناب دیوان چند صاحب شرما نئی دہلی نے تحریر فرمایا کہ

"مجھے جماعت کے اڑسٹھویں جلسہ سالانہ کے قادیان میں ۱۵-۱۶-۱۷ر دسمبر کو منعقد ہونیکی اطلاع سے خوشی ہوئی اور مزید مسرت اس امر سے ہوئی کہ اس میں ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک کے زائرین بھی شرکت کر رہے ہیں اور جلسہ میں ضروری اور اہم موضوعات پر فاضل مقررین اظہار خیال فرمائیں گے۔ میں افسوس سے اطلاع دیتا ہوں کہ سابقہ طے شدہ پروگرام کی وجہ سے جلسہ میں شمولیت نہ کر سکوں گا۔ میں جلسہ کی کامیابی کے لئے دعاگو ہوں"

۵۔ جناب سردار کرپال سنگھ صاحب ایم۔ اے بی ٹی پھگواڑہ نے تحریر فرمایا کہ

"مجھے اس سال جلسہ میں شامل نہ ہو سکنے کا افسوس ہے میں آئندہ سال ضرور شامل ہونے کی کوشش کروں گا۔ میں جلسہ کی کامیابی کے لئے دعاگو ہوں"

انسان کے بنیادی حقوق

(بقیہ صفحہ اوّل)

بعض اوقات غلاموں نے اپنے مالکوں کے خلاف بغاوت بھی کی مگر وہ کبھی کامیاب نہیں ہے۔ اینگلز کا قول ہے کہ

ناکام انقلاب قدیم زمانہ میں کامیاب انقلاب کے ذریعہ کبھی غلامی کے نظام کو ختم نہیں کیا جا سکتا ص۱۳

انسانی سوسائیٹی میں غلاموں کا طبقہ کیوں پیدا ہوا؟

رواج غلامی کی وجہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس پر ہم کو غور کرنا چاہیئے۔

کہتے ہیں کہ انسان پہلے جنگلوں میں رہتا تھا۔ پھر وہ دریا کے کنارے آباد ہوا۔ کچھ پالتو جانور پالے۔ ان جانوروں کو کھلانے کے لئے گھاس کی ضرورت پیش آئی۔ انسان نے اس پر غور کیا۔ اور باغبانی شروع کی۔ باغبانی میں جانور اس کے کام آئے۔ باغبانی سے کاشتکاری شروع ہوئی۔ اس وقت تک کاشتکاری کے لئے پالتو جانور ہی استعمال کئے جاتے تھے

یہ عہدِ وحشت کی بات ہے۔ اس وقت قبیلوں اور گروہوں کے درمیان اکثر جنگ ہوتی تھی۔ اس وقت غلبہ وحشت کی بنا پر فریق غالب فریق مغلوب کے تمام افراد کو قتل کر دیتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد انہیں خیال آیا کہ اگر انہیں قتل کرنے کی بجائے زندہ رکھا جائے۔ اور ان سے زراعت وغیرہ کا کام لیا جائے تو اچھا ہو۔ اس خیال کے ماتحت اسیر قیدی زندہ رکھے جانے لگے اور ان سے وہی کام لینے لگے جو جانوروں سے لیتے تھے پھر ان سے تجارت۔ جہاز رانی اور گھر کے کام کاج لئے گئے جن لوگوں نے غلامی کے اس پس منظر پر غور کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ

یہ تسلیم کرنا بالکل ممکن ہے کہ جب ایک فریق نے تسلط و امتیاز کے باوجود اپنے دشمنوں کو ہضم کرنے کی بجائے اپنا غلام بنا لیا ہے تو ان کو زندہ چھوڑ دینا ہی ترقی کی طرف ایک قدم ہے۔ غلامی خواہ کتنی ہی بری ہو تاہم وہ انسانی طور پر اچھی ہے۔ اور بعض ہنگامی حالات میں وہی سچ سے قابل حل صورت ثابت ہوتی ہے۔

(ہربرٹ اسپنسر بحوالہ الرق فی الاسلام ص۱۹)

اچھوت و شودر جن لوگوں نے ہندوستان کی اچھوت اقوام اور ان کے ساتھ برہمنوں کے سلوک پر اس نقطۂ نظر سے غور کیا ہے۔ وہ شودروں اور اچھوتوں کے متعلق یہی بات کہتے ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی "تلاش ہند" میں اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔ یعنی شودر وہ مغلوب اقوام ہیں جو از منۂ وسطیٰ کے قانون جنگ کے مطابق قابل قتل تھے۔ مگر برہمنوں نے رحم کیا اور انہیں اپنا غلام بنا کے چھوڑ دیا۔

تاریخ غلامی غلامی کی تاریخ اتنی ہی وسیع ہے جتنی خاندان ذاتی ملکیت اور ریاست کی۔ یعنی جب سے ان چیزوں کی بنیاد پڑی غلامی چلی آ رہی ہے۔ اس جگہ کارل مارکس اور اینگلز مینی فسٹو کی یہ عبارت قابل غور ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

آج تک تمام سماج کی تاریخ طبقاتی جد وجہد کی تاریخ ہے آزاد اور غلام۔ پیٹریشین اور پلیے ہیں۔ جاگیردار اور زرعی غلام۔ استاد اور کاریگر، غرضیکہ ظالم اور مظلوم برابر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا رہے۔ . . .

. . . .

تاریخ کے ابتدائی زمانوں میں تقریباً ہر جگہ سماج کو مختلف درجوں میں پیچیدہ طریقے سے مرتب پاتے ہیں سماج کے اندر ہمیں طرح طرح کے فرق مراتب دکھائی دیتے ہیں۔ قدیم روم میں ہمیں پیٹریشین نائٹ پلیے ہیں۔ اور غلام ملتے ہیں۔ اور عہد وسطیٰ میں جاگیردار آسامی۔ استاد کاریگر۔ نو سکھئے شاگرد اور زرعی غلام اور تقریباً ان تمام طبقوں میں مزید ذیلی تقسیمیں تھیں۔ ص۵۵

موجودہ زمانہ میں غلامی یہ تو تاریخ کے مسلسل مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ لیکن میرے لئے یہاں اس بات کی گنجائش نہیں کہ پورے تاریخی دور ان پر روشنی ڈالوں۔ اس لئے میں درمیان کی کڑی چھوڑ کر موجودہ عہد کی متمدن اقوام کا ذکر کرتا ہوں کہ ان کے ہاں انیسویں صدی تک غلامی کا کیا حال تھا

روس میں غلامی اس ضمن میں سب سے پہلے روس کو دیکھتا ہوں۔ ابھی روسی سفارت خانہ واقع دہلی سے ایک کتابچہ شائع کیا گیا ہے۔ "روس کا ارتقاء" اس میں روس کی بادشاہت زار ازم اور زرعی غلاموں کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

روس میں صدیوں تک بادشاہت کا دور دورہ رہا۔ کیف اور ماسکو کے حکمران شہزادوں کی جگہ روسی زار آ گئے۔ بعد میں زار شہنشاہ کہلانے لگے۔ زار کے نیچے شہزادے اور زمیندار تھے۔ یہ سب مل کر روس کی آبادی کا ایک چھوٹا سا حصہ بنتے۔ آبادی کی بھاری اکثریت کسانوں پر تھی۔ سترھویں صدی عیسوی میں ان کو غلامی کا درجہ دے دیا گیا۔ غلام کسان اپنے آقا کی جائیداد سمجھا جاتا تھا۔ آقا ان کو فروخت کر سکتے تھے۔ جوئے میں ہار سکتے تھے اور قتل بھی کر سکتے تھے۔ وہ جاگیردار کی زمین پر کام کرتے تھے۔ ہل چلاتے تھے اور فصل کاٹتے تھے۔

ماسکو گزٹ کا اعلان اس کے ساتھ ماسکو گزٹ کا ایک اشتہار بھی سنیئے اور دیکھیئے کہ انیسویں صدی عیسوی کی ابتدا تک روس میں غلاموں کی خرید و فروخت کیسے عام تھی

غلاموں اور باندیوں کے متعلق اشتہار

برائے فروخت موجود ہیں۔ تین کام کرنے والے مرد عمدہ تربیت یافتہ اور دو خوبصورت لڑکیاں جن میں سے ایک کی عمر اٹھارہ سال کی ہے۔ اور دوسری کی پندرہ سال کی ہے۔ یہ دونوں لڑکیاں خوش منظر اور خانہ داری کے کاموں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اسی گھر میں ان کے علاوہ دو بال بنانے والے غلام فروختگی کے لئے موجود ہیں ایک کی عمر بیس سال کی ہے۔ لکھ پڑھ سکتا ہے۔ اور آلاتِ موسیقی بجا سکتا ہے اور شکاری بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرا غلام عورتوں اور مردوں دونوں کے بال سنوار سکتا ہے اور اس گھر میں پیانو اور دیگر آلات غنا بھی بکنے کے لئے موجود ہیں۔

(الرق فی الاسلام ص۴۹)

روس میں غلاموں کی اس خرید و فروخت کا سلسلہ ۱۸۶۱ء تک جاری رہا۔ یعنی آج سے صرف ۹۸ سال پیشتر تک

امریکہ اور غلامی اب آیئے امریکہ کا حال ملاحظہ فرمایئے۔ امریکہ میں ۱۸۶۵ء تک غلامی کا رواج رہا۔ امریکہ میں ایک قانون "سیاہ قانون" کے نام سے نافذ تھا۔ وہاں کے آزاد شہری اس قانون کے مطابق اپنے غلاموں کے ساتھ یہ سلوک کر سکتے تھے۔

مالک اپنے غلام کو رہن رکھ سکتا تھا۔ اجرت پر دے سکتا تھا۔ جوئے پر کھیل سکتا تھا۔ اور اگر چاہے تو وہ اس کو قتل بھی کر سکتا تھا۔ سب سے عجیب بات یہ تھی کہ غلام شہر کی سڑکوں پر سرکاری اجازت نامے کے بغیر نہیں چل سکتا تھا۔ اس پر ستم یہ کہ کسی سڑک پر کہیں سات غلام اکٹھے نظر آ جاتے تو ہر شخص کو حق تھا کہ انہیں قید کرا دے۔ خواہ اس کے پاس سرکاری اجازت ہو یا نہ ہو۔

(الرق فی الاسلام ص۵۵)

برطانیہ اور فرانس ۱۸۳۳ء۔ ۱۸۴۸ء یہی حال برطانیہ اور فرانس میں بھی غلاموں کا تھا۔ برطانیہ میں ۱۸۳۳ء تک غلامی کا رواج رہا۔ اور فرانس میں ۱۸۴۸ء تک۔ انقلاب فرانس تک ۱۶۸۷ء میں ایک شخص نے جزیرہ مارٹینیک کے غلاموں کا حال اس طرح لکھا ہے:۔

اس جگہ کی سب سے بڑی تجارت ان غلاموں کی ہے جن کو یہاں لایا جاتا ہے۔ یہ لوگ بالکل مادر زاد برہنگی کے ساتھ آتے ہیں۔ اور ان کے گاہک ان کا منہ کھول کھول کر دیکھتے ہیں اور ان کا امتحان گھوڑوں اور چوپایوں کی طرح کرتے ہیں ۱۷۱۳ء میں انگریزوں اور اسپینیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس کی رو سے انگلینڈ نے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ اسپین والوں کو ۳۰ سال تک برابر ۴ ہزار ۸ سو غلام سالانہ مہیا کرتا رہے گا۔ غلاموں کی تجارت سے جو نفع حاصل ہوتا تھا انگلینڈ اور اسپین دونوں کے بادشاہ اس کے حصہ میں شریک تھے۔

(الرق فی الاسلام ص۵۳)

(باقی آئندہ)

"اسمہٗ احمد" والی پیشگوئی کا مصداق کون ہے؟

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

(۱)

کئی ماہ ہوئے کہ اخبار پیغام صلح میں دو شخصوں نے اسمہٗ احمد والی پیشگوئی کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریرات کے خلاف کچھ لکھا تھا جس کا جواب میں نے بدر میں دیا تھا۔ اس جواب کے بعد ان مذکون حضرات نے تو سکوت اختیار کر لیا البتہ مولوی صدر الدین صاحب امیر منکرین خلافت کی طرف سے اس بارہ میں بعض غیر متعلق باتیں شائع ہوئیں۔

قبل اس کے کہ میں ان کا جواب شروع کروں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں اس بات کو بطور خلاصہ بیان کر دوں کہ مذکورہ پیشگوئی کے متعلق ہماری جماعت کا موقف کیا ہے۔ واضح رہے کہ اس اختلافی بات کو آخر تک پہنچانے کے لئے اور اس کے متعلق قطعی فیصلہ کرنے کے لئے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ازالہ اوہام کی وہ فیصلہ کن عبارت پیش کی تھی جس کو مذکورہ حضرات نے نظر انداز کر دیا تھا۔ باوجود دو دفعہ اسکی طرف توجہ دلانے کے مکرم مولوی صاحب موصوف نے بھی اسے چھوا تک نہیں۔ جو عبارت میں نے اپنے عقیدہ کی تائید کے لئے پیش کی تھی میں اسے ایک دفعہ پھر احباب کی سہولت کے لئے یہاں درج کر دیتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:—

"پس جبکہ قرآن شریف نے صاف صاف بتلا دیا کہ خلافت اسلامی کا سلسلہ اپنی ترقی و تنزل اپنی جلالی اور جمالی حالت کی رو سے خلافت اسرائیلی سے بکلی مطابق و مشابہ و مماثل ہوگا۔ اور یہ بھی بتلا دیا کہ نبی عربی امی مسیح موسیٰ ہے تو اس ضمن میں قطعی و یقینی طور پر بتلایا گیا کہ جیسے اسلام میں سر دفتر الٰہی خلیفوں کا مثیل موسیٰ ہے جو اس سلسلہ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تخت عزت کے اول درجے پر بیٹھنے والا اور تمام برکات کا مصدر اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی اس سلسلہ کا خاتمہ باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جو اس امت کے لوگوں میں سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہو گیا ہے۔ اور فرمان جعلناک المسیح بن مریم نے اس کو درحقیقت وہی بنا دیا وکان اللہ علی کل شیئ قدیر۔ اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں اسی طرف یہ اشارہ ہے و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔"

(ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۶۷۲، ۶۷۳)

حوالے کا ماحصل غیر احمدی اس آیت کا مصداق صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرار دیتے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم اور مسیح موعود دونوں ہی اس کے مصداق ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کے سامنے یہ بتایا کہ قرآن کریم میں میرا ذکر موجود ہے اور میرے لئے قرآن کریم میں پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ اس لئے میری صداقت ظاہر ہے۔ خدا نے اسمہٗ احمد والی پیشگوئی میں مجھ کو آنحضرت صلعم کے ساتھ شریک قرار دیا ہے۔ اب اگر آپ کی تحریرات کے خلاف یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلعم احمد نہیں تو یہ بھی غلط اور حقیقت سے دور ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اس کے مصداق صرف حضرت مسیح موعود ہیں۔ آنحضرت صلعم اس کے مصداق نہیں تو یہ بات بھی درست نہیں۔ مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کو کالعدم قرار دے کر لوگوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس جو کچھ لکھتے ہیں وہ سب باطل ہے

یہ ایک بالکل سیدھی سادی بات تھی کہ آنحضرت صلعم کی دو بعثتیں ہیں۔ اس پیشگوئی کا دونوں کے ساتھ تعلق ہے۔ ازالہ اوہام کی مذکورہ تحریر اس کا واضح ثبوت ہے۔ مگر مولوی صدر دین صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس واضح تحریر کے خلاف یہ لکھتے ہیں:—

"اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے متعلق قرآن کریم کے اس واضح اور مسلسل مضمون کو نظر انداز کر کے ایک جماعت نے ان آیات کا ترجمہ کرنے میں غلطیاں کی ہیں۔ ان غلطیوں کی اصلاح کے لئے ذیل کے اشارات سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔"

(پیغام صلح یکم اگست ۵۹ء)

دراصل مولوی صاحب موصوف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ اس کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ وہ سراسر غلط ہے۔ اور صحیح بات ان کے خیال میں وہ ہے جو وہ خود لکھ رہے ہیں یا جو غیر احمدی سمجھتے ہیں۔

میں نے اپنے سابقہ مضامین میں ان کے مضمون نگاروں کی جو غلطیاں پیش کی تھیں انہیں چاہیئے تھا کہ وہ ان کا بھی کچھ جواب دیتے۔ مگر وہ اس طرف نہیں آئے اسی مضمون میں وہ اسمہٗ احمد اور ھو الذی ارسل رسولہ والی آیات کا ترجمہ دینے کے بعد لکھتے ہیں کہ

"اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ (۱) رسول ایک عظیم المرتبت شریعت کا حامل ہوگا وہ ایسا نبی نہیں جس کے پاس شریعت کے احکام جدیدہ نہ ہوں (۲) اور وہ صرف پیشگوئیاں کرنے والا ہو (۳) اور اس کا الہام حجت شرعیہ نہ ہو اور وہ رسول کی طرح بلّغ ما انزل الیک کے حکم کے نیچے آتا ہو وہ جس الہام کو چاہے شائع کرے اور جس کو نہ چاہے نہ شائع کرے۔ نہیں نہیں وہ عظیم الشان رسالت کے پیغام لے کر آئے گا۔"

(پیغام صلح ۵ مئی ۵۹ء)

مولوی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ یہ امور حضرت مرزا صاحب میں پائے نہیں جاتے۔ لہذا وہ اس کے مصداق نہیں۔ مولوی صاحب کے یہ تمام اشارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے خلاف ہیں بے دلیل و بے بنیاد ہیں۔ من گھڑت ہیں اور حق سے دوری کا نتیجہ ہیں۔ مگر اس کے بعد وہ پھر لکھتے ہیں کہ:—

"اس کی مزید تائید اگلے الفاظ سے ہوتی ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق وہ محض پیشگوئیاں کرنے والا ہی نہیں ہوگا بلکہ وہ رسالت کے منصب پر متمکن ہوگا اس کے پاس الھدیٰ ہوگا اس کے دین کا نام اسلام ہوگا جس کی طرف وہ لوگوں کو دعوت دے گا۔"

(ایضاً)

مولوی صاحب کا مدعا یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں صرف صاحب شریعت نبی کی پیشگوئی ہے۔ حضرت مرزا صاحب چونکہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے بلکہ آنحضرت صلعم کے تابع ہیں۔ لہذا وہ اس آیت کے مصداق قطعاً نہیں ہو سکتے۔

مولوی صاحب موصوف نے الھدیٰ و دین الحق سے مراد شریعت لی ہے وہ ہم سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب حامل شریعت ہیں یا وہ کوئی احکام جدیدہ لائے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی الھدیٰ اور دین الحق لے کر آئے ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے احادیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم ثریا سے اٹھ جائے گا۔ مسیح موعود اسے دوبارہ لائے گا۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہیں حضرت مسیح موعود کے متعلق اس بات سے انکار ہے کہ آپ الھدیٰ و دین الحق لے کر آئے ہیں۔

مذکورہ آیات میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ وہ نئی شریعت لے کر آئے گا اور اس کے دین کا نام اسلام ہوگا۔ الھدیٰ اور دین کے الفاظ عام ہیں۔ اسلئے تخصیص کی کوئی وجہ نہیں نہ ہی ان الفاظ کا یہ مدعا ہے کہ وہ کوئی ایسا نبی ہوگا جو صرف پیشگوئیاں کرے گا۔

یہ کہنا کہ آپ کا الہام حجت شرعی نہیں آپ اپنے الہامات میں سے بعض کا شائع کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے درست نہیں مولوی صاحب کا یہ خیال حضور کی تحریرات کے خلاف ہے۔ آپ ایسا وہ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات

کا حکم ہوں"۔
(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۳)

الیسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مسیح موعودؑ کو حکم و عدل قرار دیا ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ کے فیصلوں اور اس بات کو حجت شرعی قرار دیا گیا ہے۔ مولوی صاحب حضرت اقدس علیہ السلام کے الہامات کے حجت نہ ہونے کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ اپنے بعض الہامات کو شائع نہ فرماتے تھے اور انہیں لکھ لیتے تھے۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اسکی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ایسے الہامات کا تعلق دوسروں سے نہ ہوگا۔ ان میں آپ کے لئے کسی پرائیویٹ بات کا ذکر ہوگا جن کا عام پبلک سے تعلق نہ ہوگا یا پھر ان کا تعلق کسی خاص فرد سے ہوگا مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ کا کوئی الہام بھی دنیا کے لئے حجت نہ تھا۔

مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ آپ پر جبریل کا نزول نہ ہوتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریرات اور الہامات سے پوری واقفیت نہیں۔ اس لئے تو انہوں نے اس سے انکار کی جرأت کی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام ہے :-

جاءنی آئل واختار و
ادار اصبعہ واشار۔
یعصمک من العداد
یسطر بکل من سطا۔

آئل جبرائیل ہے فرشتہ بشارت دینے والا۔
(تذکرہ طبع اول صفحہ ۲۶)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ پر جبرائیل نازل ہوتا تھا اور آپ کے پاس وحی لاکر آپ کو بشارات دیا کرتا تھا۔ اگر مولوی صاحب سمجھتے ہیں کہ جبرائیل کا کام وحی نبوت لانا ہے تو پھر وہ آپ پر یقیناً وحی نبوت لاتا تھا۔ اس حوالہ کی رو سے مولوی صاحب کے لئے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کے متعلق حضرت اقدس کا ایک الہام حجۃ اللہ فی الارض ہے۔ اس میں انہیں خدا نے الہام کے ذریعہ حجت قرار دیا ہے۔ پس جس الہام کے ذریعہ سے انہیں حجت قرار دیا گیا ہے۔ وہ الہام کیوں حجت نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں اس سے بھی انکار محال ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وحی کو وحی نبوت قرار دیا ہے نہ کہ صرف وحی ولایت۔ مولوی صاحب موصوف کو چاہیئے کہ وہ حضرت اقدسؑ کی کتب کا بالاستیعاب مطالعہ کریں۔ ورنہ ان کے لئے ایسی لغزشیں ان کے لئے خفت کا موجب ہوتی رہیں گی

یہ سب باتیں مولوی صاحب نے اس لئے گھڑلی ہیں اور حضرت اقدس علیہ السلام کے احمد ہونے سے اسلئے انکار کیا ہے کہ آپ نبی ثابت نہ ہوں۔ حالانکہ آپ خود بار بار اپنے لئے مقام نبوت مرتبہ نبوت۔ منصب نبوت اور خطاب نبوت کے الفاظ ذکر فرماتے ہیں اور اپنے آپ کو الہام کے مطابق نبی و رسول قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :-

"خدا تعالےٰ کی مصلحت و حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔۔۔۔ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے"۔
(حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

(۲) پھر فرماتے ہیں :-
"اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں"۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

(۳) "اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔ پس اس بنا پر میں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے اور چونکہ میں محض ظل ہوں اور اُمتی ہوں اسلئے آنجناب کی اس سے کچھ بھی کسر شان نہیں اور یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا جو خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے۔ اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر"۔ (تجلیات الٰہیہ)

اس تحریر میں آپ نے تین باتیں بیان فرمائی ہیں :-

(۱) بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے۔ اور میں بغیر شریعت کے نبی ہوں نہ کہ غیر نبی۔

(۲) مجھے جو نبوت ملی ہے وہ وہی ہے جو آنحضرت صلعم کو ملی تھی پس آنحضرت صلعم کی نبوت آپ کے پاس آکر کس طرح غیر نبوت بن گئی۔

(۳) آپ پر نازل ہونے والا الہام قابل حجت ہے۔ اس پر اسی طرح ایمان لانا واجب ہے۔ جس طرح قرآن کریم پر۔

مگر مولوی صاحب ہیں کہ ان تمام امور سے انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں :-

(۴) "یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں ہمارے سید و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ اس امت میں عیسیٰ بن مریم کا مثیل کوئی نہیں آسکتا اسلئے ختم نبوت کی مہر توڑ کر اس اسرائیلی عیسیٰ کو کسی وقت خدا تعالےٰ دوبارہ دنیا میں لائے گا۔ اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہیں بلکہ دو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(۱) اول یہ کہ ان کو یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جب کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں۔ تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا۔ اس کے مقابل پر اگر کوئی شخص بجائے تیس برس کے پچاس برس بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے تب بھی وہ مرتبہ نہیں پا سکتا۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہیں بخشتی اور نہیں خیال کرتے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ خدا کا یہ دعا سکھلانا کہ صراط الذین انعمت علیہم ایک دھوکا دینا ہے۔ اور ان کا اعتقاد ہے کہ باعتبار اپنی دوبارہ آمد کے خاتم الانبیاء عیسیٰ ہی ہے۔ اور وہی آخری قاضی اور حکم ہے۔ اور نہیں سمجھتے کہ اس پیشگوئی سے خدا کا تو یہ مقصد تھا کہ جیسا کہ اس امت میں مثیل یہود پیدا ہوگا۔ ایسا ہی اسی امت میں سے مثیل عیسےٰ بھی پیدا کرے جو ایک پہلو سے اُمتی ہو۔ اور ایک پہلو سے نبی ہو۔ عیسےٰ بن مریم تو ان دونوں ناموں کا جامع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اُمتی وہ ہوتا ہے جو محض نبی متبوع کی پیروی سے کمال پاوے مگر عیسےٰ تو پہلے کمال پا چکا"۔
(چشمہ مسیحی)

(۵) پھر لکھتے ہیں :-
"در حقیقت یہ لوگ اسلام کے دشمن ہیں ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے نبوت ہی باطل ہوتی ہے کیا ہم ختم نبوت کے یہ معنی کر سکتے ہیں کہ وہ تمام برکات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملنی چاہئیں تھیں وہ سب بند ہو گئیں اور اب خدا تعالےٰ کے مکالمہ مخاطبہ کی خواہش کرنا لا حاصل ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔ (چشمہ مسیحی)

(۶) وفات مسیح کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ
"بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک اُمتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ اُمتی ہے اور اس کا اپنا وجود کچھ نہیں بلکہ اس کا اپنا کمال متبوع کا کمال ہے۔ اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا بلکہ نبی بھی اور اُمتی بھی مگر کسی ایسے نبی کا آنا جو اُمتی نہیں ختم نبوت کے منافی ہے"۔
(حاشیہ چشمہ مسیحی صفحہ ۴۲ طبع دوم)

ان حوالجات نے نبوت کے متعلق قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی ہو سکتی ہے۔ شریعت والی نبوت سے انکار اور ایسی غیر شرعی نبوت کا اقرار ہے جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے مل سکتی ہے۔

(۷) آپ لکھتے ہیں
"ان معنوں کی رو سے مجھے نبوت و رسالت سے انکار نہیں اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)
"میں جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر [illegible] اس کے واسطہ سے [illegible]

خدا کی طرف سے علمِ غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔"
(ایک غلطی کا ازالہ)

مولوی احمد یار صاحب فاضل پیغام بلڈنگ میں رہتے ہیں۔ جب میں پاکستان گیا۔ تو فوری طور پر ان کو ملنے کے لئے لاہور گیا۔ مگر وہ نہ ملے۔ جب میں دوسری دفعہ گیا تو دوبارہ وہاں گیا۔ اور اپنے ساتھ چشمہ مسیحی لے گیا مذکورہ حوالہ جو چشمہ مسیحی سے میں نے دیا ہے۔ ان کے سامنے پیش کیا۔ بہت سوچ بچار کے بعد کہنے لگے کہ قابل غور ہے۔ غور کر کے جواب دے سکتا ہوں مگر ان کی طرف سے جب کوئی جواب موصول نہ ہوا تو میں نے ایک ماہ کے بعد انہیں خط کے ذریعہ سے یاد دہانی کرائی مگر ان کی طرف سے پھر بھی کوئی جواب نہ ملا اس حوالہ میں حضرت اقدس نے اس مسئلہ کو کھول کر بیان فرما دیا ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ حضرت موسےٰ کی پیروی سے تو مسیحؑ نبی بن جاوے مگر آنحضرت صلعم کی پیروی سے کوئی نبی نہ بن سکے نیز فرمایا کہ یہ لوگ ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں جس سے نبوت ہی باطل ہو جاتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ غیر احمدیوں اور اہلِ پیغام کا عقیدہ ختم نبوت کے متعلق ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ نہ شریعت والا نہ بغیر شریعت کے۔ حضرت مسیح موعود نے اسکی تردید فرمائی ہے۔ اور فرمایا بغیر شریعت کے نبی آ سکتا ہے اور آنحضرت صلعم کی اُمت میں سے کوئی فرد مقام درجہ بدرجہ نبوت پا سکتا ہے، ورنہ موسیٰ کے مقابلہ میں اس کے بغیر آنحضرت صلعم کا کمال ثابت نہیں ہو سکتا۔ اہلِ پیغام کے سابق امیر جناب مولوی محمد علی صاحب انگریزی عدالت میں جج کے روبرو اس کے سوال کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوےٰ کے متعلق یہ بیان دے چکے ہیں۔ کہ آپ کا دعوے نبوت کا ہے وہاں کیوں نبوت کا انکار نہ کیا اور صرف مجددیت کو کیوں پیش نہ کیا اگر مولوی صاحب ایسا کرتے تو غیر احمدیوں کی طرف سے اسی وقت انہیں شاباش مل جاتی اور وہ انہیں سر آنکھوں پر بٹھاتے۔ اگر اب انکار ہے تو یہ ان لوگوں کی مرضی ہر ایک کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ٭

ولادت۔ مورخہ ۲ جنوری کی شام کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بچی عطا فرمائی ہے احباب جماعت و درویشان قادیان نومولودہ کی درازیٔ عمر اور صالحہ ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار رحمٰن عبدالمجید درویش قادیان

سونگھڑہ میں جماعت کی طرف سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کامیاب جلسہ

اور دیگر تربیتی جلسے!

چونکہ بعض نامساعد حالات کے سبب اس مرتبہ مقامی طور پر مرکز کی مقررہ تاریخ پر "سیرت النبیؐ" کا جلسہ نہیں ہو سکا تھا۔ اس لئے یہ طے پایا کہ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ رانچی کو بلایا جائے۔ چنانچہ مکرم مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں تار دی گئی کہ جلسہ ۲۹ نومبر کو ہے آپ ۲۸ کو یہاں پہنچ جائیں۔ الحمدللہ آپ بروقت تشریف لے آئے اور جماعت کی طرف سے آپ کا پرتپاک استقبال کیا گیا

مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۵۹ء بعد نماز ظہر و عصر محلہ ڈھوداں ساہی میں زیر صدارت کویراج پنڈت کاشی ناتھ ستپتی جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب کی ایک مختصر تقریر ہوئی۔ جس میں آپ نے بتایا کہ اس قسم کے جلسے ہمیشہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہوتے رہتے کی غرض و غایت کیلئے ہے۔ پھر ایک اُڑیہ نظم پڑھی گئی۔ بعد ازاں مکرم سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ نے اور اُن کے بعد سید یعقوب المرطی صاحب نے علی الترتیب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیدائش کے ابتدائی حالات اور دیگر کوائف پر چند منٹ تقریر کی۔ پروگرام کے مطابق زیادہ دلچسپ تقریر مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ رانچی کی تھی۔ آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک کے مختلف پہلوؤں پر آنحضورؐ کے بے نظیر اور ایمان افروز حالات پر تفصیلاً روشنی ڈالی جسے حاضرین جلسہ سن کر محظوظ ہوتے۔ دوران تقریر میں مکرم مولوی صاحب موصوف نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حلف الفضول میں عدیم المثال کارنامہ جو غیر متوقع طور پر وقوع میں آیا تھا پیش کیا۔ حضور کی تعلیم رواداری مساوات اسلام بین الاقوامی امن اسلام میں عورت کا مقام۔ ہندو کوڈ بل کے اسلام سے تطابق وغیرہ مسائل پر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

بعدہٗ پنڈت بیدمہ دالکیہ ناتک ٹیچر جو اس موقع پر ایک دیگر معزز ہندو دوست کے ساتھ جلسہ پر تشریف لائے تھے اڑیہ میں تقریر شروع کی۔ سب سے پہلے ہندو دھرم شاستر سے موقع کے مناسب ایک سنسکرت شلوک اللہ تعالےٰ کی حمد میں پڑھا۔ اور فرمایا کہ بھگوان جب کبھی اپنے اوتار اور مہاپرش کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے تو دنیاوی لوگوں کا ایک طبقہ جو اندھیرے کے فرزند ہوتے ہیں اُن کی مخالفت پر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ پاکباز اپنے مشن میں ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اُن کی روحانی تعلیم پر عمل کریں اس سلسلہ میں آپ نے گیتا سے بھی موزوں شلوک پڑھا۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے اپنی صدارتی تقریر میں جماعت احمدیہ کا عموماً اور مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ کا خصوصاً شکریہ ادا کیا اور کہا کہ حضرت محمدؐ صاحب گو آج ہم میں نہیں ہیں۔ لیکن آپ کی تعلیم آپ کے بعد ہمیشہ زندہ ہے اور زندہ رہے گی۔

ایک تربیتی جلسہ

اسی روز بعد نماز مغرب و عشاء ایک تربیتی جلسہ اسی سٹیج پر منعقد ہوا۔ مکرم عبدالحلیم خان صاحب سیکرٹری امور عامہ و قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے جماعت کی طرف سے ایک سپاسنامہ محترم مولانا عبدالحق صاحب فاضل مبلغ کی خدمت میں پڑھ کر سنایا۔ مکرم خان صاحب موصوف اور مکرم سید ریاض الدین صاحب سیکرٹری خدام الاحمدیہ ہر دو نوجوانوں کی جلسہ کو کامیاب بنانے کی مساعی قابل تعریف اور لائق تحسین ہے۔ جلسہ گاہ کو سجانے میں بھی ان دونوں اصحاب کا بہت دخل تھا۔ سپاسنامہ کے جواب میں مکرم مولوی صاحب موصوف نے ایک ولولہ انگیز تقریر کی اور فرمایا کہ جس طرح اس علاقہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ مخلص صحابہ نے قابلِ ذکر کارنامے چھوڑے ہیں۔ آپ لوگ بھی اُن کے نقش قدم پر چلتے اور سلسلہ کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرنے کی کوشش کریں۔ یہ تقریر بھی قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی اس کے بعد دعا اور عہد نامہ دہرانے پر جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

دوسرے دن کی کارروائی

مورخہ ۳۰ نومبر مکرم مولوی عبدالحق صاحب مبلغ موصوف علی الصبح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کے مزاروں پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ کے پروگرام کے مطابق چونکہ مولوی صاحب موصوف کی محلہ محی الدین پور میں ایک تربیتی تقریر تھی۔ اور ایک خطہ کوسمبی کے جامع مسجد میں بھی تھی۔ آپ نے بعد نماز ظہر و عصر محی الدین اور بعد نماز نماز مغرب و عشا جامع مسجد کوسمبی میں قریباً ایک ایک گھنٹہ تک پُر مغز تقریر فرمائی۔ کوسمبی کی جامع مسجد میں جو تربیتی جلسہ خاکسار امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ کی صدارت میں ہوا۔ اس میں ایک مختصر تقریر سید محی الدین صاحب اور ایک مبسوط اور مدلل تقریر مکرم مولوی سید صمصام الدین صاحب مبلغ سلسلہ کی بھی ہوئی جس میں مولوی صاحب موصوف نے منجملہ دیگر امور کے نوجوانوں کو خاص طور پر مقامی لائبریری سے فائدہ اُٹھانے اور مرکز سے تعلق پیدا کرنے اور سلسلہ کے اخبارات سے باخبر رہنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ سلسلہ نے آیت کریمہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پڑھ کر ایمان افروز تقریر شروع کی جو قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

بالآخر جلسہ کی کارروائی ایک پُر سوز دعا اور عہد نامہ دہرانے کے بعد ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

خاکسار
سید مبشر الدین احمدی عفا عنہ
قائمقام امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ
ضلع کٹک اڑیسہ

درخواست دعا

عزیزی مکرمی ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب آف گونڈا کے ہاں کوئی اولاد نہیں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ موصوف کو صالح اور نرینہ اولاد عطا فرماوے۔ آمین۔
خاکسار بشیر احمد طاہر
متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

منقولات

ہندو اخبارات کا "پیغمبر سلام"

یہ واقعہ انتہائی افسوسناک ہے کہ مرکزی گورنمنٹ کی اخبارات کے متعلق نرم پالیسی کے باعث ہندوستان کے مسلم اخبارات میں تو کسی نہ کسی بہانہ سے ہندو مذہب کے خلاف اور ہندو اخبارات میں اسلام کے خلاف حملے کئے جاتے ہیں۔ اور اسے پریس کی آزادی قرار دیتے ہوئے نظرانداز کیا جاتا ہے اور اس سلسلہ کا تازہ اور شرمناک واقعہ یہ ہے کہ امریکہ کے صدر آئزن ہاور ہندوستان آئے تو اس موقع پر بعض ہندو اخبارات کے مضامین اور نظموں میں مسٹر آئزن ہاور کو "پیغمبر سلام" لکھ کر مسلمانوں کے دلوں کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی گئی مسلمانوں میں حضرت محمدؐ کو دوسرے ناموں کے علاوہ پیغمبر اسلام کے نام سے بھی مخاطب کیا جاتا ہے۔ اور گو "پیغمبر سلام" کے لفظی معانی سلامتی کا پیغمبر کے ہی ہیں اور "سلام" اور "اسلام" کے معانی میں بہت بڑا فرق ہے مگر یہ واقعہ نہیں کہ ہندو اخبارات میں پیغمبر اسلام کے ملتے جلتے نام سے آئزن ہاور کی تعریف میں قصیدے شائع کرنا اور ان کو پیغمبر سلام لکھنا ایک ایسی شرمناک جسارت ہے۔ جسے امن پسند حلقوں میں پسند نہیں کیا جا سکتا اور جو مسلمانوں کے ذہن کے لئے اذیت کا باعث ہو سکتی ہے۔ اور اگر مسلم اخبارات بھی اس روش کو اختیار کرتے ہوئے ہندو اوتاروں کے نام کا مذاق اڑائیں تو کیا ہندو اسے برداشت کریں گے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ ہندوستان کا پریس اپنی اس کم ظرفی پر خود ہی متوجہ ہو اور مذہبی شر انگیزیوں کے ذریعہ ملک کی فضا کو گندہ اور ناپاک نہ کیا جائے۔ (ریاست دہلی ۱۲/۵۹ ۲۱)

کمیونسٹ ممالک کی ملک گیری کا سپرٹ

کمیونسٹ ممالک میں دوسرے ممالک کو بزور شمشیر (یا دوسرے الفاظ میں بزور جیٹ ہوائی جہازوں اور ہائیڈروجن بموں کے) حاصل کرنے کی جو شرمناک سپرٹ پیدا ہو چکی ہے۔ اس کے متعلق دو تازہ ترین اطلاعات سن لیجئے۔ نیپال کی ایک اطلاع تو یہ ہے:۔

"چینیوں نے تبت کے مقام گرجا میں ہوائی اور بری فوجوں کے زبردست اڈے قائم کر لئے ہیں۔ اس جگہ پر چین اپنی افواج کو نیپال کی سرحد سے ایک ہفتہ کی مسافت کے بعد پہنچا سکتا ہے۔ ہوائی جہاز یہاں سے چند منٹ میں پہنچ سکتا ہے۔ چینیوں نے وہاں کوئی ایک لاکھ فوج تعینات کر رکھی ہے۔ کوئی چار سو چینی ہوائی جہاز بھی وہیں موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ چینیوں نے نیپال کی شمالی مشرقی سرحدی چوکی دلنگے ہنگولا میں بیس ہزار فوجی تعینات کر رکھے ہیں اور چینی فوجوں نے ایک اور سرحدی علاقے میں داخل ہو کر جھنڈے گاڑ دیئے ہیں"۔

فرانس کی دوسری اطلاع یہ ہے:۔

"روس کی اس وقت جدید ترین اسلحہ سے لیس ایک زبردست طاقتور فوج مشرقی یورپ کے ممالک میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ یورپی سرحدوں کے فوراً بعد بھی مزید فوجوں کا پڑاؤ ہے۔ روس نے مغربی سرحدوں پر دو تہائی سے زیادہ فوج اور زبردست جنگی ساز و سامان جمع کر رکھا ہے۔ ماسکو نے بحیرۂ بالٹک سے لے کر مشرقی جرمنی تک میزائل اڈوں تک سوائے ایٹمی اسلحہ پہنچانے کے اور کوئی کمک پہنچانے کی ضرورت نہیں چھوڑی ہے معتبر اندازے کے مطابق اس وقت یورپی ممالک میں سرخ فوج کے پانچ لاکھ سپاہی موجود ہیں۔ اس کے فوراً عقب میں یوروپی روس میں مزید دس لاکھ سرخ فوج تعینات ہے۔ جس کے پاس بیس ہزار سے زیادہ ٹینک ہیں۔ مرکزی یورپ میں سب سے زیادہ سرخ فوج مشرقی جرمنی میں ہے جس کا اندازہ چار لاکھ کیا جاتا ہے جو ۲۲ ڈویژنوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ۵۲ ٹن وزنی ٹینکوں پر مشتمل ۸ ڈویژن اور ۱۲ میکانکی ڈویژن شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف قسم کے راکٹ اور میزائل اڈے بھی ہیں۔ یہاں کے فوجی اڈوں پر تنو روسی بمبار اور ۶۵۰ جیٹ مال بردار طیارے پرواز کرتے رہتے ہیں۔ پولینڈ، ہنگری اور رومانیہ میں بھی اسی طرح تیس اور منظم روسی فوج کی تیس تیس ہزار فوج موجود ہے۔ اس کے علاوہ یورپی ممالک کی ۷۰ ڈویژن فوج بھی جو دس لاکھ سپاہیوں پر مشتمل ہے۔ روسی فوج کے ساتھ ہے۔ ان میں روسی فوج کے ساتھ تعاون کی تربیت دی گئی ہے۔ اس فوج کے ساتھ ایٹمی اڈے اور جنگی طیارے ہیں۔ خیال ہے کہ ایٹمی اسلحہ کے استعمال کی بھی تربیت اس فوج کے ایک حصہ کو دی گئی ہے مشرقی جرمنی میں متعین روسی فوج ایٹمی ہتھیاروں اور اڈوں کی نگرانی کرتی ہے پچھلے دو سال میں مشرقی یورپ میں ہوائی اڈوں کی تعداد جن پر جیٹ طیارے اتر سکیں تین گنا ہو گئی ہے۔ لنڈن کے انسٹی ٹیوٹ آف جنگی مطالعہ نے اطلاع دی ہے کہ بالٹک سے کارپیتھین تک ہوائی اڈوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ سرخ افواج خاص بیرکوں میں مقامی فوج سے الگ رکھی گئی ہیں۔ اور وہ اپنی جنگی مشقیں وغیرہ پر ہی کرتی رہتی ہیں"۔

یعنی روس کو دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے امن امن کا شور پیدا کر رہا ہے۔ مگر "بغل میں چھری اور منہ میں رام رام" کے مصداق وہ اپنے متبنّی چین کے ساتھ اپنی افواج اور اسلحہ میں روز بروز اور قدم قدم پر اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ دوسرے ممالک کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے کب اپنی افواج اور اسلحہ کے ذریعہ ٹپک پڑے۔

اگر امن کی صورت میں غیر کمیونسٹ ممالک کی بینک نیکہ ازم یا سوشلزم کی سپرٹ اختیار کرتی تو اس میں کوئی حرج نہ تھا تاکہ تباہ حال دنیا اپنی بہتری کے لئے اس نسخہ کو بھی استعمال کر کے اس کا تجربہ حاصل کر سکتی کیونکہ امریکن جمہوریت اب تک دکھی دنیا کو دکھوں اور مصائب سے بچا نہ سکی مگر کمیونسٹ ممالک کا قوت کے بزور سے دوسرے ممالک پر قبضہ کرنا تو ایک ایسا قدم ہے جس کی کوئی امن پسند تعریف نہیں کر سکتا۔ اور جس کے مقابلے کے لئے تمام ممالک کو متحد ہو جانا چاہئے تاکہ خدا کی بے گناہ اور معصوم مخلوق کمیونزم کے نام پر جاری کی گئی درندگی کا شکار نہ ہو"۔ (ریاست دہلی ۱۲/۵۹ ۲۱)

عالمی مذہبی کانفرنس

کلکتہ میں آئندہ فروری کو عالمی مذاہب کی ایک کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس کا افتتاح نائب صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن فرمائیں گے ہمارے خیال میں مذہب کا احیاء اور روحانی قدروں کی بحالی اس زمانہ میں بہت ضروری ہے۔ لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ عالمی مذاہب کی کانفرنسوں کے ذریعہ مذہب کو کہیں سیاست کا آلۂ کار نہ بنا لیا جائے۔ اور اس کا بھی حشر نہ ہو جو آج سیاسی تصورات کا ہو رہا ہے۔ اگر مذہب کو ان حضرات نے بازیچۂ اطفال بنایا جو خود مذہب سے دور ہیں۔ یا سیاست جن کا اوڑھنا بچھونا ہے تو مذہب کا احیاء کبھی نہ ہو گا۔ بلکہ دہریت اور لا مذہبیت کو زیادہ فروغ حاصل ہو گا۔ کلکتہ میں عالمی مذاہب کی جو کانفرنس ہونے والی ہے اس کا مقصد صرف اسی بات سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس کا افتتاح نائب صدر جمہوریہ کی تقریر سے ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ نائب صدر جمہوریہ مذہب سے دلچسپی رکھتے ہوں اور وہ بھی مذہب کا احیاء چاہتے ہوں مگر انہیں اس کانفرنس میں دوسرے لوگوں کی طرح شامل ہونا چاہئے۔ کانفرنس والوں نے انتظام کیا ہے کہ اس کا افتتاح آپ کی تقریر سے ہو۔ یعنی آج مذہب کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ جب تک اس کا افتتاح ہندوستان کے ایک بہت بڑے سیاسی منصب دار کے ہاتھوں نہ ہو۔ اس میں کوئی کشش پیدا نہیں ہو سکتی۔ دنیا بھر کی کانفرنسیں بڑے وزراء کے بغیر نہیں ہو سکتیں۔ اب مذہب بھی اس قابل ہو گیا ہے کہ سیاسی منصب داروں کا سہارا ڈھونڈے اور دوسرے لوگوں کو شریک کرنے کے لئے نائب صدر جمہوریہ ہند کی رشوت پیش کی جائے۔

جولین ہکسلے اور مذہب

شکاگو یونیورسٹی میں چارلس ڈارون کے نظریہ ارتقاء۔ ایوولوشن یونیورسٹی کی صد سالہ تقریب کے موقعہ پر سر جولین ہکسلے نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ مذاہب کا دور انحطاط شروع ہو چکا ہے اور ان کا خاتمہ قریب ہے کیونکہ دنیا اب تجربات کی قائل ہوتی جا رہی ہے۔ بیشک انسان تجربات کا قائل ہوتا جا رہا ہے لیکن کیا مذہب نے یہ کہا ہے کہ انسان اپنے تجربات سے فائدہ نہ اٹھائے اور اپنے حواس سے کام لینا بند کر دے؟ ہمارا تجربہ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ جس طرح جسمانی پیاس کو بجھانے کے لئے مادی وسائل کی ضرورت ہے اسی طرح روحانی پیاس کو بجھانے کے لئے مذہب اور روحانیت کی ضرورت ہے۔

جولین ہکسلے نے اپنی تقریر میں کہا کہ انسان نے روحانی شخصیتوں کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ فیصلہ کن رویہ اختیار کرنے کی ذمہ داریوں سے بچا رہے اور خالی روحانیات کا سہارا لے کر اپنے موجودہ اور آئندہ مسائل سے پہلو تہی کرنے کا عادی بن جائے! سوال یہ ہے کہ کیا مذہب نے بھی یہ تلقین کی ہے کہ انسان اپنی بے عملی کے لئے مذہب کو سہارا بنا لے؟ یہ انسان کی کمزوری کے لئے خود مذہب کو ذمہ دار قرار دینا نہ معلوم نظریۂ ارتقاء کی کونسی قسم ہے؟ یہ بھی غلط ہے کہ مذہبی لوگ موجودہ اور آئندہ مسائل کی ذمہ داریوں سے بچنے کے لئے مذہب، قسمت یا قدرت کی کارروائیوں کا سہارا لیتے ہیں۔ مذہب کا کام تو اتنا ہے کہ وہ انسانی صلاحیتوں اور مادی وسیلوں کو صحیح استعمال کرنے کا طریقہ بتاتے۔ اور انسانی کردار کے لئے اخلاقی ضابطوں کا ایک پیمانہ مقرر کر دے!

ایک نئے مذہب کی ضرورت

جولین ہکسلے کا مزید ارشاد ہے کہ آنے والے دور کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک نیا مذہب معرض وجود میں آ جائے گا۔ اس کی بنیاد جدید علم و تجربہ پر ہو گی اور اس کے تحت نیکی اور بدی کا فرق زیادہ واضح شکل اختیار کر لیگا۔ مافوق الفطرت طاقتوں کی پرستش کے بجائے حق اور محبت میں انسانی قدریں زیادہ اجاگر ہونے لگیں گی! لیکن ہمارا خیال ہے کہ جب نیا مادی مذہب وجود میں آ جائے گا۔ تو اس کی بنیاد خود غرضی پر ہو گی۔ اور جدید علم اور تجربہ کو بھی خود غرضی کے لئے ہی استعمال کیا جائے گا۔ اور اس کے تحت صرف بدی رہ جائے گی۔ اور نیکی کا تصور غائب ہو جائے گا۔ حق اور محبت کے الفاظ صرف ڈکشنری میں مل سکیں گے اور انسانی قدروں کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جولین ہکسلے، ہنری تھامس ہکسلے کے پوتے ہیں۔ انہوں نے اپنے لیکچروں میں جو لندن میں بارہا طبع ہو چکے ہیں کہیں کہیں کہا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اب مذہب کی ضرورت نہیں یا خدا کا کوئی وجود نہیں ان پر مجھے ہنسی آتی ہے

اگر مذہب کی سچائی ثابت نہیں ہو سکی۔ تو اس کا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہو سکا۔ اس لئے مذہب اور خدا کی نفی کرنا محض حماقت ہے۔ یا پر تامس خبری کیلئے بھی ایک نزشک ہیں۔ جو دہریت کی ایک قسم ہے۔ لیکن وہ مذہب اور خدا کی نفی نہیں کرتے۔ اگر خود مذہب کے قائل نہیں تو وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ دوسروں کو بھی لامذہب بنائیں۔ لیکن ان کے پوتے صاحب اپنے دادا سے دس قدم آگے ہیں اور خواہ مخواہ مذہب اور خدا کے منہ آ رہے ہیں۔"

علمائے اسلام کی ذمہ داریاں

ہم یہاں اپنے علمائے کرام سے خطاب کرنا چاہتے ہیں۔ دنیا کی بے چینی سے یہ بات ظاہر ہے کہ انسان مادیت اور لامذہبیت سے گھبرا کر مذہب کی طرف آنا چاہتا ہے اس نے مادہ پرستی کی بہاریں دیکھ لیں۔ اب اس کی خواہش ہے کہ مذہب اور روحانیت کے پانی سے اپنی پیاس بجھائے۔ لیکن وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ مذہب کو سائنٹیفک راہوں سے جانے اور اس کے ذریعہ موجودہ دور کی مشکلات کا حل سوچے۔ اس سلسلہ میں عیسائی دنیا مذہب کو پیش کرنے کے جدید طریقے اپنا رہی ہے۔ لیکن ہمارے علمائے کرام نے اس بارے میں کیا سوچا ہے؟ دنیا میں آگ لگ رہی ہو اور ہمارے علماء صرف اس کا تماشا دیکھیں۔ اسلام کی قدر تو ان کو نظر سے گرا دے گا۔ اور وہ روحانیت کی دوڑ میں اسلام بہت پیچھے رہ جائے گا۔ علماء کو چاہیئے کہ وہ جلد سے جلد مغربی زبانوں پر عبور حاصل کریں اور اسلام کو پیش کرنے کے جدید طریقوں کو اپنائیں۔ (ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ۔ اپنے رب کی طرف حکمت کے ساتھ بلاؤ) اسلام حکمت کی راہ اختیار کرتا ہے جو عقلی بھی ہو سکتی ہے اور سائنٹیفک بھی۔ علمائے اسلام کو اس کا فیصلہ جلد سے جلد کرنا چاہیئے۔

(الجمعیتہ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۹ء)

جماعت کے لٹریچر کے متعلق ایک معزز غیر مسلم کی رائے

جناب سردار کرپال سنگھ صاحب ایم۔ اے بی ٹی آنرز (پنجابی) سینئر ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول پراگ پور ضلع کانگڑہ اپنے خط مورخہ ۲۲/۱۲/۵۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"میں نے آپ کی مرسلہ کتب میں سے اکثر کا مطالعہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک کتاب "ٹیچنگز آف اسلام" بلاشبہ لاثانی ہے کہ جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔ ایک شخص کے لئے جو اسلامی اصول کے فلسفہ کا علم حاصل کرنا چاہیئے۔ اسے یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیئے۔ اس میں ہم اوامر اسلام کا خلاصہ پا سکتے ہیں۔ اور یہ کتاب ہر سچائی کے خواہاں کے لئے مفید ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور کتاب موسومہ "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" میرے مطالعہ میں آئی ہے۔ یہ کتاب بلاشبہ قابل تعریف ہے۔ اس کے فاضل مصنف نے بہت محنت اور تکلیف اٹھا کر سکھ ہسٹری کی بے شمار کتب سے مفید حوالہ جات شامل کئے ہیں اس میں شک نہیں کہ مصنف نے کامیابی سے اس کی تکمیل کی ہے۔"

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست دعا — میرے خسر سید حسن صاحب زونی سیٹھ ہبی دمہ و قلب بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے گزارش ہے کہ موصوف کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد صادق احمدی قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد دکن

نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں

عہدیداران اور احباب جماعت فوری توجہ فرمادیں

موجودہ مالی سال کے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں۔ ابھی متعدد جماعتیں اور کئی ایک احباب ایسے ہیں جو باوجود نظارت ہذا کی طرف سے بار بار توجہ دلائے جانے کے اپنے مالی فرائض کی ادائیگی میں غفلت برت رہے ہیں۔ بعض کی طرف چندہ جات کی ادائیگی برائے نام ہے۔ اسی طرح متعدد جماعتوں کی طرف سے بعض احباب کے متعلق ان کی چندوں میں بے قاعدگی اور بے شرح ادائیگی کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ ایسی مثالیں خواہ کتنی ہی کم کیوں نہ ہوں نظر انداز نہیں کی جا سکتیں۔ احباب جماعت پر مالی قربانی کی اہمیت اور ضرورت واضح کرنے کے لئے ذیل میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک ارشاد درج کیا جاتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے لئے کچھ نہیں مانگتا۔ میں خدا کے لئے اس کے دین کی اشاعت کے لئے تم سے مانگ رہا ہوں اگر تم چندہ سے ہی حصہ نہیں لو گے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کرے گا۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بنو۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو اور خدمت اسلام کے لئے اپنے مالوں کو قربان کر دو۔ جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا۔ میں اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ دعا کر چکے ہیں۔ کہ اے خدا جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرما اور آفات و مصائب سے اسے محفوظ رکھ۔ پس وہ شخص جو اس میں حصہ لے گا اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے بھی حصہ ملے گا۔ اور پھر میری دعاؤں میں بھی حصہ دار ہو گا۔"

مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں ضرورت اس امر کی ہے کہ نئے شروع ہونے والے سال میں جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کا ہر فرد اپنی مالی ذمہ داری کو صحیح طور پر سمجھتے ہوئے عملی قربانی اور جدوجہد کے لئے اپنے اندر ایک نیا عزم اور نیا جوش پیدا کرے اور اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت دے کہ وہ در حقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا ہے۔

جماعتوں کے امراء۔ صدر صاحبان۔ سیکرٹریان مال۔ اور دیگر عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ پہلے خود مالی قربانی کا احساس کرتے ہوئے اعلیٰ نمونہ پیش کریں اور اپنے اپنے حلقہ میں جماعتوں کو بیدار اور منظم کریں۔ تاکہ کسی جماعت میں کوئی فرد بھی ایسا نہ رہے جو نا دہندہ۔ بقایا دار یا بے شرح ہو۔

اللہ تعالیٰ نئے شروع ہونے والے سال کو تمام احباب جماعت کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اور ہم سب کو اس بات کی توفیق بخشے کہ ہم اپنے فرائض کو صحیح طور پر سمجھتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء مبارک کے مطابق انہیں ادا کرنے والے بن سکیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکیں

ناظر بیت المال قادیان

۷ جنوری کو یوم التبلیغ منایا جائے

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۶۰ء بروز اتوار یوم التبلیغ منایا جا رہا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں قبل ازیں متواتر اخبار بدر میں بھی اعلان کروایا گیا ہے۔ اب پھر یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ کہ احباب جماعت اور سیکرٹریان تبلیغ خاص توجہ فرمائیں اور پورے اخلاص سے یوم التبلیغ باقاعدہ پروگرام بنا کر منائیں اور اپنی کارگذاری کی رپورٹ دفتر ہذا میں بھجوائیں۔

پس امید ہے کہ حضرات نئے سال کے آغاز میں نئے عزم اور نئے جوش سے یوم التبلیغ منائیں گے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے اجتماعی دعا

"بتاریخ ۲ جنوری ۱۹۶۰ء یعنی ہفتہ اتوار کی درمیانی شب کو خدام۔ انصار اور اطفال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل شفایابی کے لئے احمدیہ جوبلی ہال میں جمع ہوئے۔ اور حضور کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے نہایت تضرع و الحاح کے ساتھ دعائیں کی گئیں خدا تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے اور حضور کو کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد دکن

نوٹ ادارہ: خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ احمدیہ جماعت اس اہم اسلامی فریضہ سے کبھی غافل نہیں رہی بلکہ اس کی مساعی دیگر اسلامی فرقوں کے لئے ایک شاندار قابل تقلید نمونہ رہی ہیں جن کے متعلق خود غیر از جماعت سنجیدہ مزاج علماء اظہار خیال فرما چکے ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک !!

خبریں

بمبئی ۳ جنوری۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آل انڈیا سائنس کانگرس کے ۴۷ ویں اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے سائنسدانوں کو تلقین کی کہ وہ سائنس کو بہتر انسانی سماج کی تشکیل کے ساتھ وابستہ کریں اور اپنے کام کے ذریعہ ایسے سماج کی تشکیل کا یقین کریں۔ آپ نے کہا سائنس اس حد تک ترقی کر گئی ہے۔ کہ وہ انسانیت کے لئے بے حد بھلائی اور بہبود کی اُمید بندھاتی ہے۔ یہ طاقت اور شکتی کی مظہر ہے اور ساری دنیا اس کے سامنے جھک رہی ہے

مگر اس کے ساتھ ہی تباہی کا خدشہ بھی پیدا کرتی ہے۔ اپنا کام کرتے وقت سائنسدانوں کو سائنس کے اس پہلو کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیئے۔ انڈین سائنس کانگرس کے اس اجلاس میں بھارت کی مختلف یونیورسٹیوں اور اداروں کے تین ہزار ڈیلیگیٹوں کے علاوہ ۲۲ دیگر ممالک امریکہ، روس، برطانیہ اور چین وغیرہ کے ۷۰ سے زائد سائنسدان بھی شامل ہیں شری نہرو نے کہا کہ سائنسدانوں کا ... سائنسدان اپنے کام میں کچھ حد تک تو باقی دنیا سے الگ تھلگ ہو کر کام کر سکتے ہیں۔ مگر اُنہیں مکمل طور پر الگ نہیں ہونا چاہیئے اور انہیں انسانیت کے لئے اپنے کام کی اہمیت کا احساس کرنا چاہیئے۔ انہیں انسانیت کے مشترکہ کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیئے۔ سائنسدان خود بھی جذبات رکھتے ہیں۔ اس لئے انہیں اپنے کام کو کسی نہ کسی شکل میں انسانیت کی بہبود اور ترقی سے وابستہ کرنا چاہیئے شری نہرو نے صرف پندرہ منٹ تقریر کی۔ اُنہوں نے بمبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ... کی سواگتی ایڈریس کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ میں اس بارے میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ سائنسدانوں کو دوسری باتوں کی نسبت لوگوں کی سماجی مشکلات پر قابو پانے میں ضرور مدد دینی چاہیئے۔ ایک نشوونما پانے والے ملک کے بڑے بڑے سیاسی اقتصادی اور سماجی مسائل کا سامنا ہے اور کروڑوں عوام کا معیار زندگی بلند کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم سائنس کی مدد لئے بغیر یہ کام ختم نہیں کر سکتے۔ شری نہرو نے غیر ملکی سائنسدانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جٹ ہوائی جہازوں کے اس دور میں بھی آپ بھارت میں بیل گاڑیاں دیکھیں گے۔ یہاں یہ ایٹمی شکتی کے ذریعہ بجلی کے جدید ترین ذرائع تک حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہاں سارے ملک میں گوبر اب بھی ایندھن کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔

یہ تضاد اور فرق قدرتی ہے کیونکہ بھارت کافی عرصہ تک ساکن اور جامد رہا۔ اور اب یہ تیزی سے ترقی کرنا چاہتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ترقی کی رفتار کے تیز تر ہونے سے ہندوستانی سماج میں موجود یہ تضاد اور اختلافات ختم ہو جائیں گے۔

بمبئی ۳ جنوری۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج کانگرسی ورکروں سے خطاب کرتے ہوئے اُنہیں تلقین کی کہ وہ ملک کی صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کی ضرورت کا احساس کریں اور اسی مقصد کے حصول کے لئے کام کریں۔ آپ نے کہا ملک صنعتی انقلاب کے مختلف ادوار میں سے گذر رہا ہے۔ لیکن اگر ہمیں منزل مقصود تک پہنچنا ہے۔ تو ہمیں اس رفتار کو تیز کرنا ہوگا۔ آج کے زمانہ میں سوشلزم صنعتی انقلاب کے ذریعہ ہی لایا جا سکتا ہے۔ لوگوں کو سوشلزم کی طرف لے جانے کے لئے اقتصادی ترقی کے ذریعہ سیاسی جمہوریت کی پشت پناہی کی جا سکتی ہے۔ فی الحقیقت اگر اقتصادی ترقی شامل حال نہ ہو تو سیاسی جمہوریت زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی

بمبئی ۴ جنوری۔ پنڈت نہرو نے آج انڈین سائنس کانگرس ایسوسی ایشن کی طرف سے سائنس اور کلچرل اقدار کے موضوع پر ایک مباحثہ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ بھارت سائنس اور ٹیکنالوجی کی مدد سے اپنے روایتی سماج کو جدید سماج میں بدلنے کے کام میں مصروف ہے۔ مگر اسے اپنے کلچر کی بہترین روایات اور اقداروں کو جو انتہائی قدیم زمانہ سے چلی آرہی ہیں۔ برقرار اور محفوظ رکھنا چاہیئے شری نہرو نے کہا کہ کلچر سے مراد وہ اصول ہیں جنہوں نے مختلف صدیوں کے دوران میں بھارتی عوام کے ذہنی نشوونما کی ہے اس سے مراد زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ نہیں جو کہ ٹیکنالوجی کے نفاذ کے ساتھ ہی بدل جاتے ہیں۔ بھارت کے لئے وہ دن افسوسناک ہوگا جبکہ یہ جدید دور کی تبدیلی میں اپنے طویل ورثہ کو ترک کر دے گا۔

نئی دہلی ۲ جنوری بھارت اور پاکستان کے درمیان مغربی سرحد کے جھگڑوں کے تصفیہ کے سلسلہ میں بات چیت میں حصہ لینے کی غرض سے مرکزی وزیر سردار سورن سنگھ ۴ جنوری کو دہلی سے لاہور پہنچ رہے ہیں جہاں وہ چار اور پانچ جنوری کو لاہور میں پاکستانی نمائندوں کے ساتھ بات چیت کریں گے۔ اور اس کے بعد ۶ جنوری کو راولپنڈی میں صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں سے ملیں گے۔ اور اسی دن پھر واپس لاہور آجائیں گے جس کے بعد ۷ جنوری سے سرحدی بات چیت دہلی میں شروع ہوگی۔

کلکتہ ۳ جنوری۔ انڈین نیشنل ایئر ویز کمپنی کے ایک ڈیکوٹا ہوائی جہاز کو جو آسام کی شمالی مشرقی سرحدی ایجنسی کے علاقہ میں رسد گرا رہا تھا بھارت تبت سرحد کے قریب تاسکنگ کے مقام پر حادثہ پیش آیا اور یہ گر کر تباہ ہو گیا ہے۔ خدشہ ہے کہ اس میں سوار آٹھ کے آٹھ اشخاص ہلاک ہو گئے ہیں۔ یہ ہوائی جہاز آج صبح جورہٹ کے ہوائی اڈہ سے اڑا تھا۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر معزز مہمانوں کے اعزاز میں

دعوتِ عصرانہ

قادیان۔ اس سے قبل جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو دعوت اور ٹی پارٹی معزز مہمانان کے اعزاز میں کی گئی تھی۔ ان کا ذکر اخبار کے پرچوں میں کیا جا چکا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں جو دعوتِ عصرانہ جناب سردار ست نام سنگھ صاحب باجوہ میونسپل کمشنر قادیان و سب رجسٹرار بٹالہ نے جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب و دیگر دوست باہر سے آئے مہمانوں کے اعزاز میں مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء کو دی اس کا ذکر نہیں ہو سکا۔ اس دعوت کا اہتمام جناب سردار آتما سنگھ صاحب ڈھلوں نے بہت دلچسپی اور محبت سے کیا جماعت احمدیہ قادیان جناب ست نام سنگھ صاحب اور سردار آتما سنگھ صاحب کی ان کے جذبۂ محبت و تعلق کی دلی قدر کرتی ہے۔ خدا ان کو اس کی جزائے خیر دے۔

ناظر امور عامہ قادیان

انتقال پُر ملال

افسوس مورخہ ۲۷/۱۲/۵۹ کو میری والدہ سیدہ ثروت النساء صاحبہ اہلیہ مولوی سید ضیاء الدین صاحب سیکرٹری مال و سابق نائب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ (اپنے وطن سونگھڑہ میں) کی وفات پر ان کے ہاں ان کی اہلیہ و بچوں کی دلجوئی کے لئے کرسی سے محی الدین پور گئی ہوئی تھیں کہ رات کے تین بجے نماز تہجد کی غرض سے اُٹھیں اور اپنی بیوہ بھابی کو بھی جگایا اور وضو کر کے گھر کے اندر قدم رکھتے ہی سر اور گردن میں تکلیف شروع ہو گئی اور ساتھ ہی بے ہوش ہو گئیں۔ اور اسی حالت میں گیارہ بارہ گھنٹے کے بعد اپنے حقیقی مولا سے جا ملیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

والدہ مرحومہ بہت ہی نیک فطرت و صابرہ۔ صوم و صلوٰۃ تہجد کی پابند اور موصیہ تھیں اُنکی زندگی کا زیادہ حصہ اڑیسہ کے مایۂ ناز مفسر قرآن اور احمدیت کے فدائی والد صاحب مرحوم حضرت مولوی سید صمصام علی صاحب کے ساتھ اور بعد میں ہم دونوں بیٹوں کے ساتھ گذرا۔ والدہ مرحومہ حضرت مولوی سید افتخار الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دختر تھیں۔ احباب جماعت سے عموماً اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اور احباب درویشان قادیان سے خصوصاً والدہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے (خاکسار سید غلام مہدی ناصر مبلغ سلسلہ)

بمبئی ۳ جنوری۔ شری نہرو نے ... رات یہاں ایک ... جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ میں پہلی بار دو بڑی قومیں ایک دوسرے کے سامنے ... اور یہ خوشی کی بات نہیں ہم اپنے علاقہ پر کسی دوسرے ملک کا قبضہ برداشت نہیں کریں گے ... ماسکو ۳ جنوری۔ ایک ... روسی سائنسدان نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ روس عنقریب ہی چاند پر ایک ایسا راکٹ بھیج رہا ہے جو کہ اپنے ہمراہ اس مادہ کو کھرچ کر ساتھ لے آئے گا جس کا چاند بنا ہوا ہے۔ اسی سائنسدان نے جس کا نام ڈاکٹر ... کوف ہے اس سے زیادہ کچھ بتانے سے انکار کیا ہے